﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ

# الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد18

جمعۃ المبارک 28/جنوری 2011ء

23/صفر 1432 ہجری قمری ❁ 28/صلح 1390 ہجری شمسی

شمارہ 04

## نماز باجماعت کا ایک اہم سبق۔اطاعت امام

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام تو اس لئے بنایا جاتا ہے کہ تاکہ اس کی پیروی کی جائے۔پس جب وہ تکبیر کہتا ہے تو تم بھی تکبیر کہو۔اور جب وہ رکوع کرتا ہے تو تم بھی رکوع کرو۔اور جب وہ سجدہ کرتا ہے تو تم بھی سجدہ کرو۔اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔

(صحیح البخاری۔کتاب الصلوٰۃ)

## ﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

**یہودیوں میں یہ خبر صحیح موجود تھی کہ مسیح کے آنے سے پہلے ایلیا آئے گا۔مسیح نے اگر اس کو صحیح تسلیم نہ کیا ہوتا تو وہ یوحنا کی شکل میں ایلیا کو نہ اتارتے۔**

**جس قدر یہ مقدمہ ایلیا کا ہے اس پر اگر ایک دانشمند صفائی اور تقویٰ سے غور کرے تو صاف سمجھ آجاتا ہے کہ کسی کے دوبارہ آنے سے کیا مراد ہوتی ہے اور وہ کس رنگ میں آیا کرتا ہے۔**

**اصل بات یہی ہے اور وہی فیصلہ حق ہے جو مسیح نے دیا ہے کہ ایلیا کے آنے سے مراد یہ تھی کہ اس کی خو اور طبیعت پر اس کا مثیل آئے گا**

"یہودیوں کو یہی مشکل اور آفت تو پیش آئی کیونکہ حضرت مسیح کے لئے لکھا تھا کہ اس کے آنے سے پہلے ایلیا آئے گا۔چنانچہ ملاکی نبی کی کتاب میں یہ پیشگوئی بڑی صراحت سے درج ہے۔یہودی اس پیشگوئی کے موافق منتظر تھے کہ ایلیا آسمان سے آوے۔لیکن جب مسیح آگیا اور ایلیا آسمان سے نہ اترا تو وہ گھبرائے اور یہ ابتلا ان کو پیش آگیا کہ ایلیا کا آسمان سے آنا مسیح کے آنے سے پہلے ضروری ہے۔اب انصاف شرط ہے۔اگر یہ فیصلہ کسی جج کے سامنے پیش ہو تو وہ بھی یہودیوں ہی کے حق میں ڈگری دے گا کیونکہ یہ صاف طور پر لکھا گیا تھا کہ ایلیا آئے گا۔اور اس سے پہلے کوئی نظیر اس قسم کے بروز کی ان میں موجود نہ تھی جو مسیح نے یوحنا کو ایلیا بنایا۔اب اگرچہ ہم ان کتابوں کی بابت تو یہی کہتے ہیں کہ لَا تُصَدِّقُوْا وَلَا تُكَذِّبُوْا۔لیکن یہ بھی ساتھ ہی ضروری بات ہے کہ قرآن شریف میں یہ آیا ہے۔ فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل:44)۔علاوہ بریں اس قصہ ایلیا کی قرآن شریف نے کہیں تکذیب اور تردید نہیں کی اور یہودی اور عیسائی دونو قومیں بالاتفاق اس کو صحیح مانتی ہیں۔اگر یہ قصہ صحیح نہ ہوتا تو عیسائیوں کا حق تھا کہ وہ بول پڑتے اور اس کی تکذیب کرتے خصوصاً ایسی حالت میں کہ اگر اس قصہ کو غلط کہا جائے تو عیسائیوں کے لئے مشکلات سے نجات اور مخلصی ہے جو اس کو صحیح مان کر ان کو پیش آتی ہیں۔لیکن جبکہ انہوں نے تکذیب نہیں کی اور اس کو صحیح تسلیم کرلیا ہے پھر کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ ہم بلاوجہ تکذیب پر آمادہ ہوں۔حق یہی ہے کہ یہودیوں میں یہ خبر صحیح موجود تھی کہ مسیح کے آنے سے پہلے ایلیا آئے گا۔

اور اسی لئے جب مسیح آگیا تو وہ مشکلات میں پڑے اور انہوں نے مسیح سے ایلیا کے متعلق سوال کیا اور مسیح نے یوحنا کی صورت میں اس کے آنے کو تسلیم کرلیا۔یہاں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر یہ پیشگوئی صحیح نہ ہوتی تو سب سے پہلے مسیح کا یہ حق تھا کہ وہ بجائے اس کے کہ یہ کہتے کہ آنے والا ایلیا یوحنا ہی ہے، یوں جواب دیتے کہ کوئی ایلیا آنے والا نہیں ہے۔مسیح نے اگر اس کو صحیح تسلیم نہ کیا ہوتا تو وہ یوحنا کی شکل میں ایلیا کو نہ اتارتے۔یہ چھوٹی اور معمولی سی بات نہیں۔مسیح کا یہودیوں کے اس اعتراض کو مان کر اس کا جواب دینا بھی اس امر کی روشن دلیل ہے کہ وہ بجائے خود اس امر کو صحیح اور یقینی سمجھتے تھے۔یہودیوں کا یہ عذر بہرحال قابل پذیرائی تھا اور مسیح نے اس کو قبول کرکے یہی جواب دیا ہے کہ آنے والا ایلیا یوحنا ہی ہے، چاہو تو قبول کرو۔

اب اگر استعارات کوئی چیز نہیں اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں میں یہ جزو اعظم نہیں ہوتے تو پھر جیسے یہودیوں نے حضرت مسیحؑ کی اس تاویل کو تسلیم نہیں کیا، یہ بھی انکار کریں کہ وہ فیصلہ صحیح نہیں تھا۔کیونکہ یہ مَیں پہلے بیان کرچکا ہوں کہ ایلیا والے قصہ کی مسلمان تکذیب تو کر نہیں سکتے کیونکہ قرآن شریف نے کہیں اس کی تکذیب نہیں کی۔اور تکذیب کے اوّل حقدار تو حضرت مسیحؑ اور ان کے متبعین ہوسکتے ہیں۔جبکہ یہ بات ہے کہ استعارات کوئی چیز نہیں اور ہر پیشگوئی لازماً اپنے ظاہری الفاظ ہی پر پوری ہوتی ہے تو پھر ان کو گویا ماننا پڑے گا یہودیوں کی طرح کہ مسیح ابھی نہیں آئے گا۔اور جب مسیح کے آنے کا بھی انکار ہی ہوا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی انکار کرنا پڑا اور اس طرح پر اسلام ہاتھ سے جاتا ہے۔اس لئے مَیں بار بار اس امر پر زور دیتا ہوں کہ میری تکذیب سے اسلام کی تکذیب لازم آتی ہے۔

اس صورت میں عقلمند سوچ سکتا ہے کہ ایلیا کے دوبارہ آنے کے قصّہ کے رنگ میں مسیح کی آمد ثانی ہے اور ان کا فیصلہ گویا چیف کورٹ کا فیصلہ ہے جو اس کے خلاف کہتا ہے وہ نامراد رہتا ہے۔اگر حضرت عیسیٰؑ نے خود آنا تھا تو صاف لکھ دیتے کہ مَیں خود ہی آؤں گا۔یہودی بھی تو اعتراض کرتے ہیں کہ اگر ایلیا کا مثیل آنا تھا تو کیوں خدا نے یہ نہ کہا کہ ایلیا کا مثیل آئے گا۔

غرض جس قدر یہ مقدمہ ایلیا کا ہے اس پر اگر ایک دانشمند صفائی اور تقویٰ سے غور کرے تو صاف سمجھ آجاتا ہے کہ کسی کے دوبارہ آنے سے کیا مراد ہوتی ہے اور وہ کس رنگ میں آیا کرتا ہے۔دو شخص بحث کرتے ہیں ایک نظیر پیش کرتا ہے اور دوسرا کوئی نظیر پیش نہیں کرتا۔تو بتاؤ کس کا حق ہے کہ اس کی بات مان لی جاوے؟ یہی کہنا پڑے گا کہ ماننے کے قابل اسی کی بات ہے جو دلائل کے علاوہ اپنی بات کے ثبوت میں نظیر بھی پیش کرتا ہے۔اب ہم تو ایلیا کا فیصلہ شدہ مقدمہ جو خود مسیح نے اپنے ہاتھ سے کیا ہے بطور نظیر پیش کرتے ہیں۔یہ اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو دو چار ایسے شخصوں کے نام لے دیں جن کی آسمان سے اترنے کی نظیریں موجود ہیں۔سچ کے حق میں کوئی نہ کوئی نظیر ضرور ہوتی ہے۔

اس مقدمہ میں تنقیح طلب امر یہی ہے کہ جب کسی کے دوبارہ آنے کا وعدہ ہو تو کیا اس سے اس شخص کا پھر آنا مراد ہوتا ہے یا اس کا مفہوم کچھ اور ہوتا ہے اور اس کی آمد ثانی سے یہ مراد ہوتی ہے کہ کوئی اس کا مثیل آئے گا۔اگر اس تنقیح طلب امر میں ان کا دعویٰ سچا ہے کہ وہ شخص خود ہی آتا ہے تو پھر حضرت عیسیٰ پر جو الزام عائد ہوتا ہے اسے دور کرکے دکھائیں۔اوّل یہ ان کا فیصلہ فراست صحیحہ سے نہیں ہوا۔اور دوسرے معاذاللہ وہ جھوٹے نبی ہیں کیونکہ ایلیا تو آسمان سے آیا ہی نہیں۔وہ کہاں سے آگئے؟ اس صورت میں فیصلہ یہودیوں کے حق میں صادر ہوگا۔اس کا جواب ہمارے مخالف مسلمان ہم کو ذرا دے کر تو دکھائیں۔لیکن یہ ساری مصیبت ان پر اس ایک امر سے آتی ہے جو کہتے ہیں کہ ہم استعارہ نہیں مانتے۔اصل بات یہی ہے اور وہی فیصلہ حق ہے جو مسیح نے دیا ہے کہ ایلیا کے آنے سے مراد یہ تھی کہ اس کی خو اور طبیعت پر اس کا مثیل آئے گا۔اس کے خلاف ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا۔مشرق یا مغرب میں پھرو اور اس کی نظیر لاؤ کہ دوبارہ آنے والا خود ہی آیا کرتا ہے۔اس اعتقاد کو دل میں جگہ دوگے تو نتیجہ وہی ہوگا کہ اسلام ہاتھ سے جائے گا۔مسیح کو یہودیوں نے اسی وجہ سے جھوٹا قرار دیا۔کیا ہمارے مخالف مسلمان بھی چاہتے ہیں کہ اس کو جھوٹا قرار دیں؟

پھر ایک اور اعتراض اسی قصّہ کی بدولت پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر مسیح مُردوں کو زندہ کرتے تھے یا وہ قدرتیں اور طاقتیں ان میں موجود تھیں جو ان کی طرف منسوب کی جاتی ہیں تو پھر کیا وجہ ہوئی کہ انہوں نے ایلیا کو زندہ نہ کرلیا یا آسمان سے بہ اختیار خود نہ اتار لیا"۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 372 تا 375۔جدید ایڈیشن)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

## 2011
## ANNOUNCEMENT FOR ADMISSION TO JAMIA AHMADIYYA UK

Jamia Ahmadiyya UK will be holding entry tests on 18th and 19th July 2011 for this year's intake of students. The following conditions apply:

**Qualifications:** Minimum qualifications for the candidates are six GCSE, three A-Level or equivalent with C grades or 60% marks.

**Age on Entry:** Maximum age of 17 for students with GCSE or 19 years with A-Levels or equivalent qualifications.

**Medical Report:** The applicants MUST submit a detailed medical report from the GP with whom they have been registered.

**Written Test and Interview:** The applicants will take a written test and will appear before a Selection Board for interview. Only those who pass the written test will be invited for interview.

The written test and interview will be based on the recitation of the Holy Quran, the Waqfe Nau Syllabus, and proficiency in reading, writing and spoken English and Urdu languages. However, candidates will be judges for their inclination towards learning and reading the translation of the Holy Quran and the books of the Promised Messiah.[as].

**Procedure:** Application will ONLY be accepted on the prescribed Admission Form available from the Jamia UK office. It must be accompanied by the following documents:

Application must be endorsed by the National Ameer.

A detailed medical report from the GP.

Photocopies of the GCSE or A-Level results. If the results are awaited, the candidate must include a letter from his school/ sixth Form tutor about his projected grades.

Copy of applicant's passport.

2 passport size photographs.

The spellings of the name must be the same as in the passport.

Any change must be accompanied by the certification for that change.

**LAST DATE:**

The application for the 2011 entry MUST arrive by 30th June 2011.

Applications received after that will not be considered this for year.

**Applications should be addressed to:**

**THE PRINCIPAL Jamia Ahmadiyya UK**

**2 South Gardens Collierswood London SW19 2NT**

*For any further help or clarification, please telephone:*

**020 8542 9850 or 020 8544 2862 Fax: 020 8417 0348**

*Jamia is open from Monday to Saturday from 8 am to 2 pm. Visitors are welcome ONLY by prior appointments.*

## نعت رسول مقبول ﷺ

آئی وجود عشق سے ہر دم صدا صلِّ علیٰ
یا ہے خدا ، یا ہے محمدؐ مصطفیٰ صلِّ علیٰ

وہ رحمتوں کا نغمہ گر، وہؐ حاصلِ شام و سحر
نجم الوریٰ ،شمس الضّحیٰ صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

وہؐ ایک لعلِ بے بہا ، گنجینۂ صبر و رضا
اُسؐ کے سوا کوئی نہیں ہے دلربا صلِّ علیٰ

راہِ لقائے یار بھی ، پیمانۂ کردار بھی
وہؐ آفتاب دو جہاں ، بدُرالدّجیٰ ، صلِّ علیٰ

اُسؐ کے لئے عرش بریں ، اُس کے لئے فرش زمیں
وہؐ باعث ِ تکوین ہے عکسِ خدا صلِّ علیٰ

اُسؐ نے ہی بانٹے سب کے غم اُسؐ نے کیا سب پر کرم
اُسؐ کی گرہ میں تھی ہر اک دکھ کی دوا ، صلِّ علیٰ

شب زادگاں کی بات کیا ، تہمت لگاتی رات کیا
وہؐ صبح کی اُجلی ردا ، نُورِ ہُدیٰ ۔صلِّ علیٰ

اے زندگی ، اے زندہ تر ، سب قدسیوں میں معتبر
تجھؐ پر فدا ارض و سما۔صلِّ علیٰ ، صلِّ علیٰ

دنیا کے اپنے زمزمے ، دنیا کے اپنے سلسلے
لیکن جمیل اپنے لئے عیشِ روا صلِّ علیٰ

(جمیل الرحمٰن)

## مکرم ہدایت اللہ ہُبش صاحب (مرحوم) کا ذکر خیر

(محمد انیس دیال گڑھی - جرمنی)

جرمن زبان میں لفظ ہبش (Hubsch) کے معنی حسین وجمیل کے ہوتے ہیں۔اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ان کو ہدایت اللہ جمیل کہہ کر پکارا کرتے تھے اور وہ تھے بھی حسن وجمال کا پیکر۔ان میں کئی حُسن اکٹھے ہوگئے۔ کس کس کا ذکر کروں۔ ایمان کا حُسن ، عبادت کا حُسن ، کردار کا حُسن ،وفا اور اطاعت کا حُسن ،قربانی وایثار کا حُسن اور پھر خدا اور اس کے رسول ﷺ سے عشق کا حُسن ۔اور پھر اس دور کے مسیحا اور اس کے خلیفہ کے عشق نے تو ان کے حُسن کو چار چاند لگا دیئے تھے۔خلافت کے سائے میں تو ان کا حُسن اور بھی نکھر جاتا تھا۔خلیفۂ وقت کے سامنے ان کی محبت ، عاجزی اور انکساری کو تو سب ہی دیکھتے اور محسوس کرتے تھے مگر ان کی روح کا مستی میں جھومنا اور خلافت کا دیوانہ وار طواف کرنا یہ کبھی کبھی ہی کوئی محسوس کرتا تھا۔ وہ اس کیفیت کو چھپا کر رکھتے تھے مگر عشق اور مُشک بھی کبھی چھُپے رہے ہیں۔یہ عشق خود بھی مہکتا ہے اور ماحول کو بھی مہکاتا ہے۔

اللہ اللہ - جہاں محبت کا
جلوتوں میں ہیں خلوتیں کیسی

عبادت کا حُسن بھی اُس کو عطا ہوا تھا۔مَیں نے خود اس کو نماز پڑھتے اور پڑھاتے دیکھا۔ایک عجیب کیفیت جو آنکھوں سے تو نظر نہیں آتی تھی مگر ساتھ ہی نماز پڑھنے والے کی روح پر اثر کرتی تھی۔

مکرم امیر صاحب جرمنی نے بھی آپ کی عبادت اور دعا کی مثالیں 7رجنوری 2011 ء کے خطبہ میں دیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تقریباً بیس منٹ اس سال کے پہلے خطبہ جمعہ میں جس کو ساری دنیا نے سنا ان کا ذکر خیر کیا اور مرحوم کی محبت ، اخلاص ، وفا اور اطاعت کے واقعات سنائے۔یہ محبت تو نصیبوں سے ملا کرتی ہے۔

ایک اور واقعہ جس سے ہدایت اللہ حُبش صاحب کی کامل اطاعت کا نمونہ سامنے آتا ہے کہ وفات سے کچھ عرصہ قبل ان کو ایک کتاب شائع کرنے کا خیال آیا۔انہوں نے ایک اشاعتی ادارے سے بات بھی کی اور وہ ادارہ فوراً راضی ہوگیا بلکہ ایڈوانس بھی دے دیا۔مگر آپ نے جماعت سے اس کتاب کی اشاعت کی اجازت طلب کی ۔ جماعت نے غور کے بعد فیصلہ کیا کہ بہتر ہوگا کہ یہ کتاب شائع نہ ہو۔ ہدایت اللہ صاحب نے فوراً جماعتی فیصلہ کے آگے سرِ تسلیم خم کیا اور کتاب کی اشاعت کا ارادہ ترک کردیا۔

اطاعت کی بات کرنا ، اطاعت کا عہد کرنا اور بات ہے اور اُسے بہر طور نبھانا اور بات ہے بلکہ ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں ۔وہ عالم باعمل انسان تھا۔وہ ناصح بھی تھا مگر غمگسار بھی۔ واعظ بھی تھا مگر ہمدرد بھی۔وہ شاعر، ادیب، مقرر اور خطیب بھی تھا مگر سب سے بڑھ کر اسلام کا مبلغ تھا۔ سوال و جواب کی مجلس ہو یا اخباری انٹرویو، کسی یونیورسٹی میں لیکچر ہو یا ٹی وی ٹاک شو ہدایت اللہ کی بات ہمیشہ غالب رہتی تھی کہ وہ بات خدا کی بات تھی وہ بلاشبہ اسلام کا ایک پہلوان تھا۔

اب اُسے ڈھونڈ چراغِ رُخ زیبا لے کر

میرا تخیل اور تصور مجھے بار بار ماضی میں لئے جاتا ہے جو میرا ماضی نہیں جو میری عمر رفتہ نہیں مگر مجھے کوئی انجانی قوت ماضی کے اس سفر میں گھسیٹے لئے جاتی ہے۔

1946ء میں جرمنی کے ایک شہر Chemnitz کے ایک گھر میں ایک بچہ کی ولادت متوقع تھی ۔ والدہ نے ہسپتال جانے کے لئے ٹیکسی منگوائی مگر اس بچہ کو دنیا میں آنے کی جلدی تھی ۔اس نے ہسپتال پہنچنے کا انتظار نہ کیا اور ٹیکسی میں ہی پیدا ہوگیا ۔ اس بچے کو واپس جانے کی بھی جلدی تھی لہذا اس نے اپنے سارے کام جلد جلد نپٹائے اور پھر ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے خالق و مالک کے پاس واپس بھی چلا گیا ۔اور جاتے جاتے آخری نظم میں اپنے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو خراج تحسین پیش کرنے کے بعد آپ کا شکریہ بھی ادا کیا کہ آپؐ نے ایسی عظیم الشان ہدایت دنیا کو دی جس سے دنیا بھی سنور جاتی ہے اور آخرت بھی۔

یہ وہ بچہ تھا جس کو خدا نے ہدایت نے ہدایت دی اور ہدایت اللہ کے نام سے ملقب ہوا اور دوسروں کی ہدایت کا باعث بھی بنا ۔اور پھر ایسا لٹریچر بھی یادگار چھوڑ گیا جو سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بنتا رہے گا ۔انشاء اللہ تعالیٰ ۔

## اعتذار و تصحیح

الفضل انٹرنیشنل کے شمارہ نمبر 2 مورخہ 14رجنوری 2011 ء کے صفحہ اول پر ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام میں پروف ریڈنگ کی بعض غلطیاں درست نہیں ہوسکیں۔ ادارہ الفضل اس سہو پر معذرت خواہ ہے۔اب یہ شمارہ درستی کے بعد جماعتی ویب سائٹ پر دوبارہ اَپ لوڈ کر دیا گیا ہے۔احباب درستی نوٹ فرمالیں۔

## ضروری تصحیح

مکرم منیر احمد صاحب جاوید (پرائیویٹ سیکرٹری) لکھتے ہیں:

"سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ الفضل میں یہ تصحیح شائع کردیں کہ سانحہ لاہور کے شہید مکرم اشرف بلال صاحب کا خطبہ میں جو ذکر ہوا تھا اس میں احباب یہ درستی فرمالیں کہ ان کے عزیز و اقارب غیر احمدی نہیں بلکہ اللہ کے فضل سے سب احمدی ہیں"۔

# مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

**قسط نمبر129**

## ایم ٹی اے3العربیة (3)

گزشتہ دوقسطوں میں ہم نے ایم ٹی اے 3 العربیة کے اجراء کا ذکر کیا تھا۔تاریخی اعتبار سے اس کی ابتداء کے بعض مراحل کے بارہ میں چیئر مین ایم ٹی اے مکرم سید نصیر احمد شاہ صاحب نے ہمیں بتایا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات وہدایات کی روشنی میں ہم نے Arabsat یا Nilesat پر اپنے عربی چینل کے اجراء کے لئے مختلف subcontractor کمپنیوں سے رابطہ کیا لیکن کسی کمپنی سے بھی مثبت جواب نہ ملا۔عرب دنیا میں پہنچنے کے لئے ان دو سیٹلائٹس کے علاوہ بھی کئی سیٹلائٹس میسر تھے جن پر ہمارے چینل کی نشریات بآسانی چل سکتی تھیں لیکن ان سیٹلائٹس پر موجود چینلز کو دیکھنے والے عربوں کی تعداد بہت کم تھی۔ بہرحال تلاش بسیار اور سعیٔ بے شمار کے بعد ایک کمپنی نے ہاں کر دی لیکن انہوں نے بھی کہہ دیا کہ ہم سو فیصد گارنٹی نہیں دے سکتے کیونکہ کسی وقت بھی ہم پر دباؤ بڑھ سکتا ہے اور آپ کے چینل کی نشریات بند ہو سکتی ہیں۔ بہرحال ایسے حالات میں چینل شروع کر دیا گیا۔23فروری 2007ء سے اس کی تجرباتی نشریات کا آغاز ہوا، اور پھر 23/مارچ 2007ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دست مبارک سے اس کا افتتاح فرمایا۔

### ایم ٹی اے3العربیة کی مخالفت

مذکورہ معاہدہ کے تحت ایم ٹی اے3العربیة کی نشریات کم وبیش ایک سال تک جاری رہیں جس کے دوران نشریات بند کروانے کی مختلف دھمکیاں موصول ہوتی رہیں ۔ عربوں میں ہمارے چینل کی نشریات کو دو طرح کی مخالفت کا سامنا تھا۔عیسائیوں کی طرف سے اس مخالفت کی وجہ یہ تھی کہ ایم ٹی اے 3 العربیة کی نشریات کے آغاز سے ہی عیسائیت کے ردّ میں پروگرام نشر کئے گئے جن میں عیسائی علماء اور پادریوں کی پسپائی کے بعد ردّعمل کے طور پر انہوں نے سیٹلائٹ کی انتظامیہ اور subcontractor کمپنیوں پر ایم ٹی اے بند کروانے کے لئے دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔

یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ عرب ممالک میں کسی چینل کی نشریات کو بند کروانے کیلئے عیسائی کس طرح دباؤ ڈال سکتے ہیں۔اس کے جواب کے طور پر عرض ہے کہ یہ عیسائی مصر میں بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں جن میں سے زیادہ کا تعلق آرتھوڈکس فرقہ سے ہے ، بلکہ مصر ان کا مرکز ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں کی ایک بڑی علمی دینی درسگاہ جامعۃ الأزہر بھی مصر میں ہی ہے۔اس لئے عیسائیوں اور مسلمانوں کا آپس میں اکثر جھگڑا رہتا تھا جس کی بناء پر مصر میں ''ازدراء الأدیان''یعنی توہین ادیان کے نام سے ایک قانون بنایا گیا ہے جس کا دائرہ کار اس قدر وسیع ہے کہ اس میں دونوں اطراف جب چاہیں کسی چھوٹی سے چھوٹی بات کو معقول وجہ قرار دے کر مذکورہ قانون کے تحت دعوی دائر کر دیتے ہیں۔جب دریدہ دہن عیسائی پادری نے اسلام کے خلاف دل آزارانہ مہم کا آغاز کیا تو خصوصی طور پر مصر کے مسلمانوں نے اسی قانون کے تحت اس کے خلاف آواز اٹھائی کیونکہ وہ آرتھوڈکس ہے اور مصر میں بطور پادری کام کرتا رہا ہے، لیکن مصر میں آرتھوڈکس فرقہ کی طرف سے یہ جواب دیا گیا کہ ایک تو یہ پادری استعفیٰ دے کر ہم سے علیحدہ ہو چکا ہے دوسرا اس کے چینل کی نشریات عربوں کے سیٹلائیٹ سے نہیں ہو رہی ہیں۔پھر جب احمدیت کی طرف سے اس پادری کے اعتراضات اور عیسائیت کا ردّ پیش کیا جانے لگا جو تمام مسلمانوں کے دل کی آواز بن گیا تو عیسائی اس پر بہت جز بز ہوئے اور چونکہ ایم ٹی اے 3العربیة کی نشریات عربوں کے سیٹلائیٹ پر ہو رہی تھیں لہذا انہوں نے مذکورہ قانون اور اس قسم کے دیگر معاہدات کے حوالہ سے اس مسئلہ کو اٹھایا اور کہا کہ اگر عرب اس چینل کے اجراء میں شامل نہیں تو پھر اس چینل کی نشریات کو روکنے کیلئے ہمارا ساتھ کیوں نہیں دیتے۔اور انہوں نے اس سلسلہ میں قانونی کاروائی کی دھمکیاں بھی دینی شروع کر دیں۔

دوسری طرف گو کہ عامۃ المسلمین اور بعض منصف مزاج لوگ احمدیت کی طرف سے عیسائیت کے ردّ میں ان کامیاب پروگرامز پر بہت خوش ہوئے اور شروع میں بعض بڑے بڑے علماء نے بھی اس کام کو سراہا، لیکن جب اسلام کے دفاع کے ان دعویداروں نے دیکھا کہ یہ منصب تو عملی طور پر احمدیت نے اپنے نام کر لیا ہے تو ایسے بڑے بڑے مولوی بھی ہمارا چینل بند کرانے کے لئے سر توڑ کوششیں کرنے لگ گئے۔لیکن چونکہ مسلمانوں کی ایک بڑی اکثریت پر عیسائیت کے خلاف احمدیت کے کامیاب جہاد کی وجہ سے یہ حقیقت آشکار ہو چکی کہ اسلام کا حقیقی دفاع کرنے والی جماعت صرف جماعت احمدیہ ہی ہے، اس لئے ان بڑے بڑے مولویوں نے اپنی اس مخالفانہ مہم کی بنا ایک دفعہ پھر ان فرسودہ اعتراضات پر رکھی جو اکثر جماعت کے خلاف دہرائے جاتے ہیں جبکہ ان کا حقیقت کے ساتھ دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔لہذا اسی عرصہ میں جہاں عیسائیوں کی طرف سے ہمارا چینل بند کروانے کی کاروائی شروع ہوئی وہاں انٹرنیٹ پر عرب مسلمانوں کی سینکڑوں ویب سائٹس پر ایم ٹی اے3العربیة کو بند کروانے کے اعلانات نشر کئے گئے اور اس کی وجہ یہ لکھی گئی کہ یہ جماعت اسلام سے خارج ہے اور انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ اعلانات آج تک بیسیوں ویب سائٹس پر موجود ہیں۔

### مخالفت نے کھاد کا کام کیا

ان کے اس اقدام کو بھی اللہ تعالیٰ نے جماعت کی تبلیغ کا ذریعہ بنا دیا کیونکہ انصاف پسند طبیعتوں نے سوچا کہ ایک طرف اسلام کے دفاع کے لئے سوائے اس جماعت کے میدان عمل میں اور کوئی بھی موجود نہیں ہے دوسری طرف بڑے بڑے علماء اس کے کفر کے فتوے دے رہے ہیں اور یہ وہی علماء ہیں جن کے پاس قبل ازیں عام مسلمانوں نے جا جا کر کہا تھا کہ عیسائیت کے اسلام مخالف حملے کا جواب دیں لیکن وہ آگے نہ آئے ، لہذا ان منصفین کو سمجھ آگئی کہ حقیقت شاید کچھ اور ہے اور اسی بنا پر بعض لوگوں نے تحقیق شروع کی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت عطا فرمائی۔

ایم ٹی اے3العربیة کو دیکھنے سے باز رہنے کی ان صداؤں میں ان لوگوں نے کہیں کہیں ان لوگوں نے ہمارے اس چینل کی فریکوینسی بھی درج کر دی گئی تھی ۔اسی طرح ہماری ویب سائٹ کا بھی ایڈریس دے دیا تھا ۔ چنانچہ کئی لوگوں کو اس فریکوینسی اور ویب سائٹ کے ایڈریس کے ذریعہ جماعت کے بارہ میں معلومات حاصل کرنے میں مدد حاصل ہوئی۔ بلکہ اُس وقت انٹرنیٹ پر ایک ڈسکشن فورم میں ایک ممبر نے یہ نفرت انگیز بیان پڑھا تو اس پر رائے دینے سے قبل نہایت سادگی سے لکھا: مجھے تو اس جماعت کے بارہ میں کچھ علم نہیں ہے لیکن چینل کی فریکوینسی مَیں نے نوٹ کر لی ہے اور آج یہ چینل دیکھوں گا پھر بات ہوگی۔

### حقیقی صدمہ

ایک ویب سائٹ پر ایم ٹی اے3العربیة اور جماعت احمدیہ سے دور رہنے کی تنبیہ پر مشتمل ایک اعلان میں اس کے لکھنے والے الشیخ ابو محمد موسیٰ صاحب نے مختلف دینی مراکز کے فتاوی اور علماء کے اقوال نقل کئے اور جماعت احمدیہ کو کافر اور مرتد ثابت کرنے کی کوشش کی، لیکن بظاہر نفرت اور مخالفت کی مہمات میں بھی کبھی کبھار سچ منہ سے نکل جاتا ہے۔ یہ موصوف لکھتے ہیں:

''آج کل مسلمانوں پر ہر طرف سے دشمنان اسلام اور کافر وگمراہ فرقے ٹوٹے پڑتے ہیں ان حالات میں الجماعۃ الإسلامیۃ الأحمدیۃ القادیانیۃ کے نام سے ایک نیا فرقہ سامنے آیا ہے جو اپنے ٹی وی چینل کے ذریعہ مسلمانوں کے گھروں میں داخل ہو چکا ہے۔ یہ فرقہ پادری زکریا بطرس کے مزاعم کے ردّ کے تمنائی مسلمانوں کے دلوں میں اس لئے بھی اپنی جگہ بنائے جا رہا ہے کیونکہ مسلمانوں کو الأزہر کے شیوخ اور مختلف دینی چینلز پر نظر آنے والے دیگر بڑے بڑے علماء سے کوئی ایسا معقول جواب نہیں ملا جو ان کی پیاس بجھا سکے......(آگے انہوں نے جماعت کے خلاف مختلف فتاویٔ تکفیر درج کئے ہیں ، اس کے بعد لکھتے ہیں)اس بناء پر اس فرقہ کے بارہ میں انتباہ کرنا ہمارا فرض بنتا ہے کہ یہ مسلمان نہیں ہیں۔''

(http://www.muslm.net/vb/showthread.php?t=223130)

گویا ان کو اصل صدمہ یہ تھا کہ الازہر کے مشائخ اور دیگر علماء عیسائیت کے حملہ کے خلاف اسلام کے دفاع سے عاجز آ گئے اور احمدیت نے یہ کام کر دکھایا ہے اس لئے لوگ ان کی طرف مائل ہو گئے ہیں ورنہ ان کے نزدیک حقیقت میں یہ کافر اور مرتد جماعت ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بھلا کوئی ان سے پوچھے کہ وقت کے اس واضح فیصلہ کے بعد بھی اتمام حجت کی کوئی کسر باقی رہتی ہے۔سادہ سی بات کیوں نہیں مان لیتے کہ جس نے اسلام کا دفاع کیا ہے وہی اسلام کا دفاع کرنے والا ہے،اور جو اس سے عاجز ہے وہ حقیقی دفاع کرنے والا نہیں ہے، بلکہ یہ خود بھی تو اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں پھر بھی نہ جانے کیوں جماعت احمدیہ کے ساتھ ساتھ خود کو بھی جھٹلائے جا رہے ہیں اور دوسروں کو بھی اس جھوٹ کو قبول کرنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ان کے اس بیان کا خلاصہ یہ بنتا ہے کہ جماعت احمدیہ ہے تو کافر اور مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ،لیکن عیسائیت کے اسلام پر نہایت زہرناک حملہ کے وقت صرف یہی وہ واحد جماعت ہے جس نے دفاع اسلام کا حق ادا کیا جبکہ ایسے وقت میں باوجود عامۃ المسلمین کے الحاح اور پکار کے نہ علماء کا کوئی ادارہ سامنے آیا اور نہ ہی کوئی علمی سوسائٹی اور گروہ اس کام کے لئے آگے بڑھا۔ افسوس ہے کہ یہ لوگ ابھی تک یہی سمجھتے ہیں کہ وہ جو کچھ بھی کہہ دیں گے عامۃ المسلمین آنکھیں بند کئے اسے مانتے جائیں گے۔آخر کب تک یہ نام نہاد علماء لوگوں کی عقل وفہم کو پابند سلاسل رکھنے کی کوشش کرتے رہیں گے؟ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے انصاف پسند طبائع اس حقیقت کو جان چکی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اب وہ بکثرت قبول حق کی طرف مائل ہو رہی ہیں۔

### مسلمانوں کی طرف سے مقدمہ

بہرحال جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے کہ غیر احمدی مسلمانوں اور عیسائیوں کی جانب سے ایم ٹی اے 3العربیة کو بند کرانے کی کوششیں شروع ہو گئیں،اس سلسلہ میں غیر احمدی مسلمانوں کی طرف سے کئی ایک مصری مولویوں نے ہرزہ سرائی اور بیان بازی کا شوق پورا کیا اور بالآخر اشرف عبداللہ نامی ایک مصری نوجوان نے وزیر اطلاعات، شیخ الازہر، اور مفتیٔ مصر کے خلاف عدالت میں یہ کہہ کر کیس دائر کیا کہ ان شخصیات نے ایم ٹی اے 3العربیة کو نائل سات پر چلانے کی اجازت دی ہے اور یہ چینل اسلام اور مسلمانوں کے عقیدہ کو بگاڑنے کا مرتکب ہو رہا ہے اور مذکورہ شخصیات نے اس کو روکنے کے لئے اپنا کردار ادا نہیں کیا۔اس کے کیس کا نمبر 19119 ہے۔ یہ خبر اور اس پہ تبصرہ پر مشتمل ''عصام عبدالجواد'' کا ایک آرٹیکل اخبار ''روز الیوسف''میں شائع ہوا جسے مختلف ویب سائٹس نے نقل کیا ہے۔ مذکورہ اخبار کی ویب سائٹ سے ہمیں یہ آرٹیکل نہیں مل سکا تاہم مندرجہ ذیل دو ویب سائٹس پر یہ آج تک موجود ہے۔

http://coptsegypt.akbarmontada.com/t5-topic.

http:/www.araldimes.com/pordisplay.cfm?Action=Preview=No&nid=148&a=1

### عیسائیوں کی طرف سے مقدمہ

جہاں مسلمانوں کی نیابت میں مصری نوجوان

نے یہ قدم اٹھایا وہاں عیسائیوں کی طرف سے بھی ایک شخص نے بطور خاص اس مہم کی قیادت کی۔ یہ شخص مصر کے آرتھوڈکس چرچ کا مشیر قانونی اور مصرکی انسانی حقوق کی تنظیم کا چیئر مین نجیب جبرائیل ہے جو پہلے بھی بات بات پر کبھی مسلمانوں کے خلاف کبھی ٹی وی چینل کے پروگراموں کے خلاف اور کبھی مسلمان علماء کے مختلف بیانات پر مذکورہ بالا قانون کا حوالہ دے کر مقدمہ دائر کرنے میں مشہورومعروف شخصیت ہے۔ اس شخص نے پہلے تو ایم ٹی اے 3 العربیہ کے خلاف متعدد بیانات دیئے اور مقدمہ کرنے کی دھمکی دی، ازاں بعد اس شخص نے مقدمہ دائر کردیا جس کی خبر مصری جریدہ ”الدستور“ نے اپنے یکم مئی 2007ء کے شمارہ میں شائع کی، ذیل میں اس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے:

مصرکی انسانی حقوق کی تنظیم کے چیئر مین نجیب جبرائیل نے مصر کے وزیر اطلاعات ونشریات کے خلاف عابدین نامی Court for urgent matters میں قضائی دعوی دائر کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مصری حکومت نائل سات کی مالک ہے اور وزیر اطلاعات ونشریات اس کے نگران اور انچارج سمجھے جاتے ہیں لیکن اسی سیٹلائٹ پر ان کی اجازت سے MTA نامی ایک چینل پر ایک پروگرام میں عیسائی عقیدہ کے بارہ میں شکوک پھیلانے کا کام ہورہا ہے، اس میں بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ انجیل میں تحریف ہوئی ہے اور یہ بات نجیب جبرائیل کے مطابق توہین ادیان کے زمرے میں آتی ہے۔ لہذا اس کیس میں حکومت اوروزیر اطلاعات سے اس چینل کی نشریات نائل سات سے بند کرانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ نجیب جبرائیل کے بقول اس چینل کی مالک جماعت احمدیہ ہے جو تثلیث اور توحید اور کفارہ کے عیسائی عقائد کے بارہ میں شکوک پھیلا رہی ہے، اور یہ بات مصر میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے مابین اتحاد اور معاشرتی امن وسلامتی کے لئے خطرہ ہے۔ نجیب جبرائیل کی طرف سے اس کیس میں بڑی بڑی عیسائی شخصیات بھی شامل ہیں جن میں پادری مرقص عزیز، پادری عبدالمسیح بسیط بھی شامل ہیں۔

## قبطی عیسائیوں کے خوف کا حقیقی سبب

یہ کیس تو چلتا رہا۔ ساتھ ساتھ اخبارات میں اس کے متعلق خبریں بھی شائع ہوتی رہیں۔ اس سلسلہ میں مؤرخہ 22/جولائی 2007ء کو مصر کے اخبار ”النبأ الوطنی“ میں ”جمال فوزی“ صاحب نے ایک آرٹیکل شائع کیا جس کا عنوان تھا: نائل سات پر ایک چینل کی عیسائی مذہب کے خلاف مہم اور انجیل کے بارہ میں شکوک پھیلانے کی کوشش، اس آرٹیکل کے بعض حصوں کا ترجمہ پیش خدمت ہے:


MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269


اکثر قبطی عیسائی ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر پیش کئے جانے والے جملہ امور کا انکار کرتے ہیں، ان کے مطابق اس چینل کے عیسائیت کے خلاف پروگرام دراصل ایک انتقامی کارروائی ہے جو قبطی پادری زکریا بطرس کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مہم کے ردعمل کے طور پر کی گئی ہے۔ اور نائل سات کی انتظامیہ نے اس چینل کو اسی ہدف کے حصول کے لئے ھاٹ برڈ سے اپنے ہاں منتقل کروایا ہے۔

قبطی کہتے ہیں کہ یہ چینل روزانہ 6 پروگرام ایسے پیش کرتا ہے جن میں انجیل میں تحریف کے بارہ میں بات کرتے ہیں جن میں عرب ممالک خصوصًا اردن اور سعودیہ سے کئی مسلمان مشائخ بھی شامل ہوتے ہیں۔

ان قبطی عیسائیوں کو اس امر نے دہشت زدہ کر رکھا ہے کہ اس چینل کے مذکورہ پروگراموں میں مصر، سعودی عرب، کویت، اور اردن وغیرہ سے بکثرت فون کال آتی ہیں جن میں لوگ اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ یہی وہ چینل ہے جس کا مسلمانوں کو انتظار تھا اور جس کی اشد ضرورت تھی۔ قبطیوں کا خیال ہے کہ لوگوں کی پسندیدگی کا بڑا سبب یہ ہے کہ یہ چینل قبطیوں اور انکی کتب مقدسہ کے خلاف بولتا ہے۔

پادری عبدالمسیح بسیط نے اس چینل کے ایک لائیو پروگرام میں آ کر تمام قبطیوں کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ ہر قبطی عیسائی کے لئے اس چینل کا دیکھنا منع ہے۔ چنانچہ اس چینل نے اسی وقت نشریات کو کاٹ دیا۔ (یہ بات درست نہیں ہے بلکہ پادری عبدالمسیح بسیط صاحب نے فورًا فون بند کردیا تھا، جبکہ ہمارا لائیو پروگرام چلتا رہا جس میں شریف صاحب بار بار اس پادری کو واپسی کی دعوت دیتے رہے، جو اس دن تو نہیں آئے تاہم اگلے بعض پروگراموں میں اپنے اس مذکورہ بیان کے باوجود بھی انہوں نے شرکت کی)۔

## نجیب کا جواب

نجیب جبرائیل کے اس اقدام کے بعد اس کو اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر میں بذریعہ فون شامل کیا گیا جس میں ان سے پوچھا گیا کہ ہم نے جو کچھ پیش کیا وہ بائبل سے پیش کیا ہے اگر اس پر آپ کو اعتراض ہے تو دراصل آپ کا اعتراض بائبل پر بنتا ہے۔ لیکن اگر اس کے علاوہ آپ کو ہماری کسی بات پر اعتراض ہے تو وہ بتادیں تا کہ اس کا مناسب جواب دیا جاسکے۔ لیکن انہوں نے اسی بات کا اعادہ کر کے اپنی بات ختم کردی کہ آپ لوگوں کو کوئی حق نہیں ہے کہ عیسائیت کو غلط اور اناجیل میں تحریف ثابت کریں یہ ہمارے مصری قانون کے خلاف ہے اور میں نے قانونی چارہ جوئی کی ہے۔

نائل سات سے ایم ٹی اے 3 العربیہ کی نشریات کی بندش کے لئے ان کارروائیوں کی ابتداء سے ہی اس کیس کے بارہ میں بہت سے عرب احباب نے اپنے جذبات کا اظہار کرنا شروع کردیا، نمونے کے طور پر ان میں سے چند ایک کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے۔

## فتح عظیم

۞......مکرم اُبو ادیب صاحب نے سیریا سے لکھا: کئی ماہ سے میں پروگرام اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر دیکھ رہا ہوں، اور مَیں خاص طور پر پادری حضرات کے جوابات کو غور سے سنتا تھا لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مجھے ان کے جوابات میں سے کوئی مفید بات نہیں مل سکی۔ اور جب اس چینل کے بند کرنے کے خلاف یہ طوفان کھڑا ہوا ہے تو میرے نزدیک یہ آپ کی فتح عظیم ہے کیونکہ پادری حضرات اطمینان بخش اور مفید جواب دینے سے عاجز آ گئے ہیں اور اب یہ چاہتے ہیں کہ یہ تلخ حقائق ان کے مریدوں تک نہ پہنچیں لہذا یہ اس چینل کو بند کرانے کے درپے ہوگئے ہیں۔ انہوں نے اس اعلی درجے کی علمی آواز کو دبانے کی کوشش کی ہے جو لوگوں کی عقول کو نہایت باریک بینی، اخلاص اور غیر جانبداری اور شفافیت کے ساتھ مخاطب کرتی ہے۔

## یہ پروگرام جاری رہنے چاہئیں

۞......جامعہ ازہر کے پروفیسر عمر الشاعر نے لکھا: MTA نے قرآنی حکم اُدْعُ إِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ أَحْسَنُ کے تقاضوں کے مطابق پادری زکریا بطرس کی ہرزہ سرائی کا جواب دیا ہے۔ گو ہمارے اور احمدیوں کے درمیان بعض اختلافات ہیں لیکن احمدی مسلمان ہیں اور انہوں نے ہی ایک عیسائی کے بہتانات کا جواب دیا ہے۔

کسی کا یہ کہنا کہ اس کی وجہ سے اس کے دین کی ہتک ہوئی ہے اور اس بناء پر MTA کے خلاف مقدمات کھڑے کر دینا اس کی کمزوری کی علامت ہے۔ اس پروگرام میں حصہ لینے والوں نے عیسائیوں کو ایسی ایسی باتیں بتائی ہیں جو انہوں نے قبل ازیں نہ سنی تھیں۔ اس پر ہم انکا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ یہ پروگرام جاری رہے اور بائیبل میں تحریف کے ساتھ ساتھ دوسرے مضامین پر بھی بحث ہونی چاہیئے۔

## یہ حملہ تنگ نظری کا عکاس ہے

۞......مکرم عبداللہ صاحب نے اٹلی سے کہا: نہ مَیں احمدی ہوں نہ ہی عیسائی۔ بلکہ میں ایک سادہ اور عام سا آدمی ہوں۔ نہ مجھے اسلام کے بارہ میں اتنا علم ہے نہ ہی عیسائیت کے بارہ میں۔ لیکن مَیں آپ کی گفتگو سنتا رہتا ہوں اور میری رائے میں اسلام اور عیسائیت کے مابین موازنہ کرنے کے لئے یہ گفتگو نہایت علمی اور فائدہ مند ہے۔

اس لئے بعض تنگ نظر لوگوں کی طرف سے اس چینل پر حملہ اور بند کرنے کی کوشش سے مجھے بہت افسوس ہوا ہے اور میں کہتا ہوں کہ آپ اپنا کام جاری رکھیں اور یاد رکھیں کہ ہمارے دل آپ کے ساتھ ہیں اور ہم آپکی ان کوششوں پر بہت شکرگزار ہیں۔

## ہم آپ کے ساتھ ہیں

۞......مکرم یاسر انور نے مصر سے کہا کہ: یہ واحد چینل ہے جس نے اسلام کے مخالفین کے بےہودہ پراپیگنڈے اور جھوٹ کا مقابلہ کیا اور اسکا جواب دیا ہے۔ آجکل اسلام کے خلاف کئی قسم کے جھوٹے الزامات لگائے جارہے ہیں جن کا علمی جواب دیا جانا چاہئے۔ اور یہی کام MTA کررہا ہے۔ جس بات سے مجھے دھچکا لگا ہے وہ یہ ہے کہ بعض لوگ جن سے MTA والے بڑے ادب سے بات کرتے ہیں جسے وہ خود بھی مانتے ہیں پھر وہی لوگ MTA پر یہ کہہ کر کہ اس سے دیگر ادیان کی توہین ہوتی ہے MTA کے خلاف مقدمات کررہے ہیں۔

لیکن مَیں کہتا ہوں کہ توہین اور گفت وشنید میں فرق ہوتا ہے اور MTA پر تو صرف دوستانہ ماحول میں گفتگو ہوتی ہے۔ اسلام کو تحقیر کی نظر سے دیکھنے والوں سے میرا مطالبہ ہے کہ وہ MTA پر آ کر مناظرہ کریں تا بالمشافہ گفتگو ہو۔ ہم کسی سے ڈر کر چھپنے والے نہیں بلکہ اسلام کے مخالفین ہی چھپ رہے ہیں۔

ہم دوبارہ ان چینلز کو دعوت دیتے ہیں کہ ہمارے ساتھ MTA پر مناظرہ کریں۔ یہ چینل سب کے لئے کھلا ہے تا ایک دوسرے کی بات کا موقعہ پر جواب دیا جائے جیسا کہ MTA کررہا ہے۔ لیکن یکطرفہ باتیں بنانا کسی طرح بھی درست نہیں بلکہ یہی دراصل دوسروں کی توہین ہے۔ ہم MTA سے کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اسلام پر ہر طرف سے حملے ہورہے ہیں اور یہ جنگ شدید ہوتی جارہی ہے۔ اور ہم اسلام کا دفاع کرنے والوں کے مورچہ میں آپ کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ اسی طرح میں دوسرے لوگوں سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ اس دفاع میں ہمارے ساتھ شامل ہوں کیونکہ یہ ہم سب کا مشترکہ مسئلہ ہے۔

## نشریات کی بندش اور دوبارہ ابتداء

قصہ مختصر یہ کہ دباؤ بڑھتا رہا اور ایم ٹی اے کو بند کروانے کی دھمکیوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ مکرم نصیر شاہ صاحب چیئر مین ایم ٹی اے بیان کرتے ہیں کہ ہم اس سلسلہ میں اپنی subcontractor کمپنی سے مذاکرات کے لئے ایک عرب ملک میں پہنچے ہی تھے کہ ہمیں ایم ٹی اے 3 کی نشریات بند ہوجانے کی اطلاع ملی۔ یوں 23 فروری 2007ء سے شروع ہونے والی اس چینل کی نشریات 28/جنوری 2008ء کو بند کروا دی گئیں۔ بہرحال متعلقہ کمپنی سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ آپ اپنے چینل کا نام تبدیل کرکے اور اس پر پیش ہونے والے مواد کو بدل کر دوبارہ اسی سیٹلائٹ پر آ سکتے ہیں۔ لیکن ہم نے دوٹوک کہہ دیا کہ ہم نہ تو اپنی شناخت بدلیں گے نہ ہی اس چینل پر نشر ہونے والے پروگرام تبدیل کئے جاسکتے ہیں۔ چنانچہ چند دن کے بعد 18 فروری 2008ء کو ایم ٹی اے 3 کی نشریات ”ھاٹ برڈ“ پر شروع ہوگئیں جو بعد میں 24 اپریل کو ”یورو برڈ 9“ پر بھی جاری کردی گئیں۔ لیکن ان سیٹلائٹس کے ذریعہ ہماری نشریات عربوں کی اکثریت کی پہنچ سے باہر تھیں اور بہت تھوڑی تعداد اس سے استفادہ کرسکتی تھی۔ بالآخر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خاص دعاؤں کی بدولت بفضلہٖ تعالیٰ 23 جون 2009ء کو دوبارہ نائل سات پر ہماری نشریات بحال ہوگئیں جو خدا تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے آج تک جاری ہیں اور انشاء اللہ العزیز جاری وساری رہیں گی۔ (باقی آئندہ)

۞۞۞۞۞۞


ربوہ میں مکان برائے فروخت
واقع:۔ 56۔ناصر آباد غربی ربوہ
رقبہ دس مرلہ، ڈبل سٹوری، کارنر مکان، برلب سڑک، نزد بیت الرحمٰن، معقول قیمت پر برائے فروخت ہے۔
برائے رابطہ:۔
احسان برقعہ ہاؤس گول بازار ربوہ
فون:۔ 0092-476211006
0092-476211500

# خطبہ جمعہ

## اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا معیار جذبہ اور نسبت کا ہے، مقدار کا نہیں۔ قربانیوں کی قبولیت بھی نیت کے مطابق اور عمل کے مطابق درجہ پاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قربانی کی جو روح جماعت میں پیدا کی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میں جماعت ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ صحابہ کی قربانیوں کے نمونے نئے آنے والے بھی زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

**ہندوستان اور افریقہ کے غریب احمدیوں کے مالی قربانی کے حیرت انگیز اور نہایت ایمان افروز واقعات کا تذکرہ**

وقف جدید کے 53ویں سال کے اختتام اور نئے سال کے آغاز کا اعلان۔ گزشتہ سال وقف جدید میں جماعت کو 41 لاکھ 83 ہزار پاؤنڈز سے زائد کی قربانی کی توفیق ملی۔ پاکستان اول، امریکہ دوم اور یوکے تیسرے نمبر پر رہے۔

گھانا اور نائیجیریا کے لئے اگلے سال کم از کم مزید 50 ہزار افراد کو وقف جدید میں شامل کرنے کا ٹارگٹ۔
مختلف پہلوؤں سے ممالک اور جماعتوں کی قربانیوں کا جائزہ۔

مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب آف جرمنی کی وفات اور مرحوم کے خصائل حمیدہ کا تذکرہ۔ نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 07/جنوری 2011ء بمطابق 07/صلح 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَاوَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللّٰهُ بِمَاتَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ- (البقرہ-266)

اور اُن لوگوں کی مثال جو اپنے اموال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے نفوس کو ثبات دینے کے لئے خرچ کرتے ہیں، ایسے باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو اور اسے تیز بارش پہنچے تو وہ بڑھ چڑھ کر اپنا پھل لائے اور اگر اسے تیز بارش نہ پہنچے تو تھوڑی سی بارش ہی کافی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

آج دنیا میں بسنے والا ہر احمدی جس نے احمدیت کو سمجھا ہے، وہ اس یقین پر قائم ہے کہ احمدیت اور ہر احمدی اُس آخری شرعی کتاب پر یقین رکھتا ہے یا احمدیت آخری شرعی کتاب پر یقین رکھتی ہے جو قرآن کریم کی صورت میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری اور اس کا ہر حکم قابلِ عمل ہے۔ اور اس کے ہر حکم کی بجا آوری ایک مومن کو حقیقی مومن بناتی ہے۔ اور خدا کی راہ میں مالی قربانی بھی خدا تعالیٰ کے اہم حکموں میں سے ایک حکم ہے جس کے بارے میں سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیات میں ہی یہ فرمایا ہے کہ قرآنِ کریم متقیوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے۔ اُن کے لئے جو اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ (البقرۃ:4) یعنی غیب پر ایمان لانے والے ہیں۔ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ (البقرۃ:4) اور نمازوں کو قائم کرنے والے ہیں۔ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (البقرۃ:4)۔ اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے، اس میں سے خرچ کرنے والے ہیں۔ پس یہ تینوں باتیں متقی ہونے کے لئے اور قرآنِ کریم سے ہدایت پانے کے لئے ضروری ہیں۔ جن میں سے ایک جیسا کہ مَیں نے کہا، اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ اور پھر سورۃ البقرۃ میں ہی آخر تک متعدد جگہ قربانیوں کا اور مالی قربانیوں کا مختلف رنگ میں، مختلف حوالوں سے بیان ہوا ہے۔ اور اسی طرح باقی قرآنِ کریم میں بھی بے شمار جگہ پر رزق کی قربانی کے بارے میں ذکر آتا ہے۔ پس ایک احمدی مسلمان مالی قربانی کی اہمیت کو سمجھتا ہے اور جب اس تعلیم پر عمل کرتے ہوئے قربانیاں پیش کرنے کے بعد جب وہ براہِ راست خدا تعالیٰ کے غیر معمولی اسلوب کا مورد بنتا ہے تو اس مالی قربانی پر ایمان اور یقین اور خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین، اور اسلام کی سچائی پر یقین اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر یقین اور پختہ ہو جاتا ہے۔

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے حوالے سے ہی بات ہو رہی ہے۔ فرمایا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے وہ لوگ ہیں جو اپنی دولت کا اظہار نہیں چاہتے، جو کسی پر احسان کرنے کے لئے خرچ نہیں کرتے، جو خرچ کرنے کے بعد احسان جتانے کے لئے خرچ نہیں کرتے بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ اپنے میں سے کمزوروں کو مضبوط کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ جماعت کو مضبوط کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور اپنے ایمانوں کو مضبوط کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنا اور اپنے نفس اور اپنے لوگوں کو ثبات دینے کی خواہش، مضبوط کرنے کی خواہش ہر شریف الطبع اور نیک فطرت کو ہوتی ہے اور ہو سکتی ہے۔ بدفطرت کو تو یہ خواہش کبھی نہیں ہو سکتی۔ ایسے لوگ جو اپنی ذات سے بالاتر ہو کے سوچتے ہیں اُن کو یہ خواہش ہوتی ہے۔ پس جو اپنی ذات سے بالا ہو کر سوچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں، اُن کا خرچ کبھی دولت کے اظہار کے لئے نہیں ہوتا۔ نہ احسان کرنے اور احسان جتانے کے لئے ہوتا ہے۔ اور ایسے خرچ میں صرف دولتمند ہی شامل نہیں ہوتے بلکہ غریب بھی شامل ہوتے ہیں۔ غریب بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے خواہشمند ہوتے ہیں بلکہ عموماً دولتمندوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے خواہشمند غریب لوگ ہوتے ہیں۔ انبیاء کی جماعتیں جب بنتی ہیں تو ان میں بھی اکثریت غرباء کی ہوتی ہے اور اس غربت کے باوجود اپنے بھائیوں کی مدد کر کے اُن کی خدمت کرتے ہیں اور جماعت کی بھی جو خدمت وہ کر سکتے ہیں، جس حد تک اُن کی وسعت ہو وہ کرتے ہیں اور اسے مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انفرادی طور پر ایک دوسرے کو مضبوط کرنے کی اعلیٰ ترین مثال ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں ہجرتِ مدینہ کے وقت نظر آتی ہے کہ جب انصار نے مہاجرین کو اُن کے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے، اُن کی مدد کرنے کے لئے بے مثال قربانی دی۔ پھر جماعتی طور پر بھی صحابہ کے ہی نمونے نظر آتے ہیں۔ جب بھی کسی مہم کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چندے کی تحریک ہوئی یا کسی بھی مقصد کے لئے چندے کی تحریک ہوئی تو جو کچھ پاس ہوتا اُس کا بہترین حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیتے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی تحریک امیر اور غریب دونوں کو کی ہے۔ یہ تحریص ہر ایک کو دلائی ہے کہ اگر خدا کی راہ میں خرچ کرو گے تو اپنی اپنی طاقت اور حیثیت کے مطابق جو بھی کوئی خرچ کر رہا ہو گا، اُس کی اس قربانی کے دوگنے پھل اسے ملیں گے۔ غریبوں کو بھی تسلی کروا دی کہ خالص ہو کر جو خرچ اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور اُس کی رضا چاہتے ہوئے کیا جائے تو خدا تعالیٰ ضرور اس کا بدلہ

دیتا ہے، جس کے بارہ میں دوسری جگہ قرآنِ کریم میں بھی بیان ہوا ہے کہ سات سو گنا یا اس سے بھی زیادہ خدا دے سکتا ہے۔ یہاں یہ کوئی شرط نہیں ہے کہ بڑی رقموں کو اور بڑی قربانیوں کو قبول کیا جائے گا بلکہ اصل قربانی کی روح ہے جسے خدا تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ بلکہ ہر عمل کی نیت ہے جسے خدا تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ بڑی قربانی کے مقابلے میں بظاہر چھوٹی سی قربانی زیادہ رتبہ پاتی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک درہم، ایک لاکھ درہم کے مقابلے میں آج سبقت لے گیا۔ صحابہ نے عرض کی کہ کس طرح؟ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص کے پاس دو درہم تھے۔ اُس نے ایک درہم کی قربانی کر دی۔ اور ایک دوسرے شخص کے پاس بے شمار دولت اور جائیداد تھی اس نے اس میں سے ایک لاکھ درہم کی قربانی کی۔ (سنن النسائی کتاب الزکاۃ باب جهد المقل حدیث نمبر 2527) جو اس کی دولت کے مقابلے میں بہت کم تھی، گو کہ بہت بڑی رقم ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا معیار جذبہ اور نسبت کا ہے، مقدار کا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں بھی اس آیت میں غریبوں کی تسلی فرما دی کہ جس طرح زرخیز زمین پر تھوڑی بارش باغ کو پھلوں سے بھر دیتی ہے اسی طرح اپنی حیثیت کے مطابق نیک نیتی سے کی گئی تھوڑی سی قربانی بھی نیک عمل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا درجہ پا کر بڑی قربانی کرنے والوں کے برابر لا کھڑا کرتی ہے۔ بلکہ بعض دفعہ درجہ میں بڑھا بھی دیتی ہے۔ جیسا کہ اس ایک مثال سے ثابت ہے جو میں نے پیش کی۔

پھر اللہ تعالیٰ اسی آیت میں فرماتا ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (البقرہ۔266) کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔ یہ کہہ کر یہ واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ دلوں کا حال جانتا ہے۔ وہ تمہارے جذبے کو جانتا ہے۔ وہ اس روح کو جانتا ہے جس سے تم قربانی کرتے ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں جب بدلے ملتے ہیں تو دلوں کے اور نیتوں کے عمل کے مطابق ملتے ہیں، نیتوں کے مطابق ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مالی حیثیت جانتا ہے۔ تم نے جو قربانی کی اگر اس حیثیت سے کی تو جو بھی بدلہ ملے گا اس کے مطابق ملے گا۔ اس لئے قربانیوں کی قبولیت بھی اس نیت کے مطابق اور عمل کے مطابق درجہ پاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے میں بھی جب آپ مالی تحریک فرماتے تو غریب بھی اور امیر بھی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق مالی قربانی کرتے تھے۔ آپ کے ماننے والوں کی اکثریت بھی غرباء کی تھی اور ان کی قربانیاں بھی رقم کے لحاظ سے بہت معمولی ہوا کرتی تھیں لیکن یہ جو طَلٌّ معمولی بارش بھی ہے، ایسی فائدہ مند ہوئی کہ اُن قربانیوں کو اتنے پھل لگے جو آج تک اُن بزرگوں کی نسلیں کھا رہی ہیں۔ پس یہ اُن نسلوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ جن میں سے بعض آج بہت زیادہ حیثیت کے ہو چکے ہیں، مالی لحاظ سے بہتر ہو چکے ہیں کہ اُن کی قربانیوں کو اب وَابِلٌ تیز بارش کا نمونہ دکھانا چاہئے۔ یہ صورت اختیار کرنی چاہئے تاکہ اُن کے اور ان کی نسلوں کے اعمال کے درخت ہمیشہ سرسبز رہتے چلے جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تو ایک روپیہ قربانی کرنے والے کا ذکر بھی اپنی کتابوں میں فرمایا ہے جو معمولی قربانی تھی، جس نے مستقل اپنے اوپر لازم کر لیا تھا کہ ایک روپیہ ہر مہینہ ادا کریں گے۔ آپ کے صحابہ کے کیسے کیسے قربانی کے نمونے تھے اُن میں سے مَیں ایک مثال دیتا ہوں۔

چوہدری عبدالعزیز صاحب احمدی اوجلوی پٹواری تھے۔ اُن کے بارے میں قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری فرماتے ہیں کہ گورداسپور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے مالی قربانی کی تحریک کی۔ چوہدری عبدالعزیز صاحب پٹواری خود آ کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں ایک سو روپیہ چاندی کا پیش کر کے گئے اور کہا کہ خاکسار کے پاس یہی رقم موجود تھی جو مَیں لے آیا ہوں۔ قاضی صاحب کہتے ہیں کہ مجھے اس پٹواری کی اس قربانی پر بڑی حیرت ہوئی اور رشک بھی آیا کہ ایک پٹواری جس کو چھ روپے ماہانہ تنخواہ ملتی ہے اس نے کس طرح اخلاص کے ساتھ قربانی پیش کی ہے۔ قاضی صاحب پھر لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس کے اخلاص کے عوض اس پر بڑے فضل کئے۔

یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے صحابہ میں تقویٰ بہت تھا۔ تقویٰ میں بڑھے ہوئے تھے۔ آپ سے جو براہِ راست فیض پا رہے تھے اس کی وجہ سے اُن کے تقویٰ کے معیار بہت بلند تھے۔ چوہدری صاحب بھی تقویٰ میں بڑھے ہوئے تھے۔ دوسرے پٹواریوں کی طرح نہیں تھے۔ ہمارے ملک میں پٹواریوں کے بارے میں مشہور ہے کہ تنخواہ بیشک ان کی تھوڑی ہو لیکن ان کی زائد آمدنی بہت زیادہ ہو جاتی ہے جو مختلف ذریعوں سے وہ زمینداروں سے، چھوٹے زمینداروں سے وصول کرتے رہتے ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں جو جب ریٹائر ہوتے ہیں تو اُن کے پاس دولت بھی ہوتی ہے، کئی کئی ایکڑوں کے مالک ہوتے ہیں بلکہ سوسوا ایکڑوں کے مالک بن جاتے ہیں۔

مجھے یاد آیا کہ میرے ساتھ سکول میں ایک پٹواری کا لڑکا پڑھا کرتا تھا اور اس کا رہن سہن رکھ رکھاؤ، کپڑے ایسے ہوتے تھے جو ہزاروں کمانے والا کوئی بچہ بھی نہیں رکھ سکتا۔ اور خود بتاتا تھا کہ میرے باپ کی تنخواہ تو پینتالیس روپے ہے لیکن اللہ کا بڑا فضل ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے جو معیار ہیں وہ بدل گئے ہیں۔ جو ناجائز آمد ہے وہ اللہ کا فضل بن گیا اور جو جائز آمد ہے وہ حکومت کی تنخواہ بن گئی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے آ کر ہمیں بتایا کہ صحیح اللہ کا فضل کیا ہوتا ہے۔ اب یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں نہ کسی مہدی کی ضرورت ہے، نہ مسیح کی ضرورت ہے، نہ مصلح کی ضرورت ہے۔ اگر اس چیز کو یہ تسلیم کر لیں کہ اس کی ضرورت ہے اور ماننے والے کو مان لیں تو تب صحیح پہچان ہو سکتی ہے کہ اللہ کا فضل کس طرح ہوتا ہے اور کیا چیز ہے؟ یہ تو احمدی کو پتہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی خاطر ہر قسم کی قربانی کا کرنا اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کا فضل کس طرح ہوتا ہے؟ وَابِل ہو یا طَلّ، تیز بارش ہو یا ہلکی بارش، بڑی قربانی ہو یا تھوڑی قربانی، دولتمند ہوں یا غریب، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کی گئی قربانیاں دوگنے پھل لاتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت چوہدری عبدالعزیز صاحب کے بارہ میں حضرت قاضی محمد یوسف صاحب نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس اخلاص کے بے انتہا پھل لگائے۔ تنخواہ کے ساتھ شاید تھوڑی سی اُن کی زمین بھی ہو۔ پٹواری عموماً دیہاتوں کے رہنے والے ہوتے ہیں اور کچھ نہ کچھ زمیندارہ ہوتا ہے جس کی آمد بھی ہوتی ہوگی۔ اس کی وجہ سے کچھ رقم بھی جمع کر لی ہوگی۔ وہ سب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے قدموں میں لا کے رکھ دی۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو کبھی پیسوں کی ضرورت نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کو بندوں سے پیسوں کی ضرورت ہو۔ اللہ تعالیٰ جب قربانی کے لئے فرماتا ہے تو بندے کو ثواب دینے کی خاطر۔ اور یہی حال اللہ تعالیٰ کے انبیاء کا ہوتا ہے۔ انہیں اس بات کی فکر نہیں ہوتی کہ جماعت کے جو اخراجات ہیں کس طرح پورے ہوں گے؟ اللہ تعالیٰ جب کام شروع کرواتا ہے، کسی کو بھیجتا ہے تو اس کے لئے اسباب بھی مہیا فرما دیتا ہے۔ ظاہری تحریک انبیاء ضرور کرتے ہیں اور اس کے بعد خلفاء بھی کرتے ہیں لیکن ضرورت پوری کرنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے بھی یہ وعدہ ہے۔ اس لئے آپ نے ایک جگہ اس بات کا اظہار بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وعدہ فرمایا ہے کہ خرچ کے لئے رقم کہاں سے آئے گی۔ آپ نے فرمایا یہ تو بہت آئے گی لیکن اس کو دیکھ کر تم لوگ دنیا دار نہ ہو جانا۔ یعنی انفرادی طور پر بھی جماعت کو خوشخبری دے دی کہ تم لوگوں کو کشائش عطا ہوگی اور جماعتی طور پر بھی کشائش پیدا ہوگی۔ پس جماعتی طور پر جو کشائش پیدا ہو تو جن کے ہاتھ میں خرچ ہے اُن کو بھی ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ہم کسی بھی قسم کا غیر ضروری خرچ نہ کریں۔ ہر پیسے کو سنبھال کے اور احتیاط سے خرچ کریں۔ غریب قربانی کر رہے ہیں یا امیر قربانی کر رہے ہیں، اس کو سوچ سمجھ کر خرچ کرنا یہ خرچ کرنے والوں کا کام ہے اور بہت اہم کام ہے تاکہ جہاں وہ خدمتِ دین کر رہے ہیں، خدمتِ سلسلہ کر رہے ہیں تو ان خرچوں کو سنبھال کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بھی بنیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے قربانی کی جو روح جماعت میں پیدا کی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میں جماعت ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ صحابہ کی قربانیوں کے نمونے نئے آنے والے بھی زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ دنیا کے دور دراز علاقوں میں جہاں جہاں بھی جماعتیں قائم ہو رہی ہیں، غریب لوگ ہیں لیکن مالی قربانیاں بھی کرتے ہیں۔ ہلکی بارش بھی ان کی قربانیوں کو پھلوں سے لاد رہی ہے اور وَابِلٌ کے نمونے بھی ہمیں نظر آتے ہیں۔ تیز بارش کی طرح مالی قربانیوں میں ان کے ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش اُن کے کاروباروں کو کئی گنا بڑھاتی چلی جا رہی ہے۔ اس وقت میں نے چند واقعات لئے ہیں جو آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

مثلاً انڈیا سے وہاں کے ناظم وقفِ جدید لکھتے ہیں کہ گزشتہ سال 2010ء میں گجرات کے دورے پر گیا تو وہاں گاندھی دھام ایک جگہ ہے اس کے ایک دوست کے پاس جب وقفِ جدید کا چندہ لینے گیا تو ان کا چندہ وقفِ جدید اس وقت تیرہ ہزار روپے تھا۔ کہتے ہیں کہ مَیں ان کے مالی حالات جانتا تھا۔ مَیں نے انہیں تحریک کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت نوازا ہے۔ آپ اپنا وعدہ پچاس ہزار روپے کر دیں۔ موصوف نے اسی وقت پچپن ہزار روپے کا چیک کاٹ کر دے دیا اور کہا کہ دعا کریں میرا ایک کاروبار ہے اس میں میرے اکیس لاکھ روپے پھنسے ہوئے ہیں جو ملنے کی امید نہیں بن رہی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ دو چار دن کے بعد ہی اُن کی جو رُکی ہوئی رقم تھی وہ اکیس لاکھ روپیہ ان لوگوں نے خود آ کر ان کو دے دیا۔

اسی طرح ہمارے انسپکٹر وقفِ جدید ہیں، وہ کہتے ہیں کوئمبٹور جماعت میں تامل ناڈو میں ایک مخلص دوست جنہوں نے دس سال پہلے بیعت کی تھی۔ جب انہیں وقفِ جدید کی اہمیت کے بارے میں بتایا اور ان کو کہا کہ آپ تیس ہزار روپے اپنا وعدہ لکھوائیں کیونکہ آپ کی آمد کافی ہے۔ انہوں نے کہا مولوی صاحب! مَیں نے آپ کی باتیں سن لی ہیں۔ مَیں تیس ہزار نہیں بلکہ پچاس ہزار روپے کا وعدہ لکھواتا ہوں۔ اس پر کہتے ہیں مَیں نے اُن سے کہا کہ یہ شاید آپ کی طاقت سے بڑھ کر ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر جو دینا ہے تو پھر آپ کو اس سے کیا؟ مجھے پتہ ہے کتنی میری طاقت ہے اور اللہ تعالیٰ کس طرح نوازتا ہے۔ رمضان کے مہینے میں پھر انہوں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور کہتے ہیں میری آمد اب اتنی بڑھ گئی ہے کہ اس


**GREAT NEWS**

We at Wimbledon Solicitors are pleased to announce that we have been granted Legal Aid franchise in Immigration (including Asylum) cases, all Family matters, Crime and Employment. We have specialist lawyers in all fields who are waiting to help you. Please contact us for further details and an appointment

**Tel: Nos: 020 8543 3302 (Wimbledon Office) or**
**020 8767 0800 (Tooting Office)**

سال کے لئے انہوں نے تحریک جدید اور وقفِ جدید دونوں کا اپنا وعدہ ایک ایک لاکھ روپیہ لکھوایا ہے۔

پھر صوبہ بنگال کے انسپکٹر وقفِ جدید شیخ محمد داؤد ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک نو احمدی ہیں جو مدرسہ میں پڑھاتے تھے۔ اس کے بعد پھر انہوں نے معلم کی ٹریننگ لی اور پانچ سو روپیہ چندہ دیتے تھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر فضل فرمایا۔ اب ان کا پانچ ہزار روپیہ چندہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں غیر احمدی تھا تو لوگوں کے دروازے پر جا کر کھانا کھاتا تھا اور اب بیعت کرنے کے بعد چندے کی برکت سے لوگ میرے دسترخوان پر کھاتے ہیں۔ پہلے جائیداد نہیں تھی اور اب جائیداد بھی بن گئی ہے۔

پھر تامل ناڈو کی جماعت کوئمبٹور کی جو اکثریت ہے وہ نو احمدیوں کی ہے جس میں زیادہ تر احباب جماعت نے دس سے پندرہ سال قبل بیعت کی تھی۔ سو اس میں سے اللہ کے فضل سے پچاس فیصد جو زیادہ کمانے والے ہیں وہ اب تک موصی بن چکے ہیں۔ چند سال پہلے ایک شخص نے بیعت کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق دی کہ چندے میں غیر معمولی اضافہ کیا۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے کاروبار میں اضافہ کر دیا ہے اور میرے غیر از جماعت رشتے دار حیران ہیں کہ تمہارے پاس اتنا پیسہ کہاں سے آ رہا ہے۔ مَیں ان کو یہی کہتا ہوں جو بھی ہے اللہ تعالیٰ کا فضل اور احمدیت کی برکت ہے۔ یہ تو مَیں نے انڈیا کے حالات بتائے ہیں۔

افریقہ میں وہاں کے دور دراز علاقوں میں لوگوں کا قربانی کرنے کا کیا جذبہ ہے، یہ دیکھیں۔

گیمبیا کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے ایک بھائی فوڈے باکولی (Fodayba Colley) ایک غریب آدمی ہیں۔ جب انہیں وقفِ جدید کے چندے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے بتایا کہ تنگدستی کی وجہ سے وہ تو فاقوں سے ہیں۔ تین دن بعد یہ دوست مشن ہاؤس آئے اور پچاس ڈلاسی دیئے اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ برکت کی خاطر میرا نام بھی چندہ ادا کرنے والوں کی فہرست میں شامل ہو جائے۔ یعنی فاقے کی نوبت بھی ہے لیکن اس کے باوجود چندہ دینے کی خواہش ہے کہ کہیں میں محروم نہ رہ جاؤں۔ یہ عجیب جذبہ ہے۔

پھر ایک اور صاحب تھے، انہوں نے بھی اسی طرح کہا کہ مَیں بہت غریب ہوں، ضرورت مند ہوں، میرے پاس کچھ نہیں لیکن سو (100) ڈلاسی دیئے۔

جماعت بینن کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک نومبائع جماعت اوراکامے (Avrakame) کے جنرل سیکرٹری لطیفو لامیدی صاحب کچھ عرصے سے بیروزگاری کے حوالے سے بہت پریشان تھے۔ محنت مزدوری اور کاروبار ڈھونڈھنے کے سلسلے میں نائیجیریا بھی گئے لیکن کچھ نہ بنا اور پریشان ہی واپس لوٹے۔ اب وقفِ جدید کے آخری دو ماہ نومبر، دسمبر رہ گئے تھے اور یہ اس چندے میں بقایا دار تھے۔ انہیں جب وقفِ جدید کا چندہ دینے کا کہا گیا اور بتایا گیا کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مشکل حالات میں خرچ کرنے والوں کے لئے بھی خاص انعامات ہوتے ہیں تو یہ اگلے دن چندے کی رقم لے کر آ گئے اور کہنے لگے کہ جب سارا گھر قرض لے کر کھا رہا ہے تو کیوں نہ خدا کی راہ میں بھی خرچ کے لئے قرض اٹھا لیا جائے۔ شاید اللہ ہمارے دن موڑ دے۔ تو اللہ تعالیٰ کا فضل اس طرح نازل ہوا کہ چندہ دینے کے تیسرے دن انہیں ایک خاصے امیر گھرانے میں ملازمت مل گئی اور اتنی اچھی تنخواہ ملی کہ دو ماہ میں ان کے تمام قرضے بھی اتر گئے۔ انہوں نے ایک موٹر سائیکل بھی خرید لی اور اب ہر جگہ کہتے ہیں کہ یہ میرے چندے کی برکت ہے۔

بینن میں ہی جماعت اوراکامے (Awrakame) جو (نام) پہلے بتایا تھا۔ وہاں معلم صاحب چندہ لینے کے لئے گئے۔ اس علاقہ کے بہت سے لوگوں نے جو گھبرے ’اوراکامے‘ (Awrakame) اس کے صدر جماعت کے پیسے دینے تھے۔ اور یہ بہت بڑی رقم بنتی تھی۔ مگر کافی عرصے سے ادھار لینے والے رقمیں نہیں دے رہے تھے جس کی وجہ سے صدر صاحب اور ان کے گھر کے بعض افراد نے اپنا وقفِ جدید کا مکمل چندہ ادا نہیں کیا۔ معلم صاحب نے صدر اور ان کے گھر والوں کو سمجھایا کہ دیکھو وعدہ ایک قرض ہے۔ جب تم لوگ خدا کا قرض ادا کرنے کے لئے پس و پیش کرتے ہو تو دوسرے لوگ تمہارا قرض ادا کرنے کے لئے کیوں نہ پس و پیش کریں۔ یہ بات ان کی سمجھ میں آ گئی اور انہوں نے فوراً اپنا وقفِ جدید میں سارے گھر کا چندہ بے باق کیا اور کہتے ہیں کہ لو معلم صاحب، مَیں نے تو خدا کا ادھار چکا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس طرح اپنا فضل فرمایا کہ ہفتے کے اندر اندر جن لوگوں نے ان کے پیسے دینے تھے وہ سب آئے اور ان کی رقمیں واپس کر گئے۔ اب انہوں نے ایک ایکڑ زمین خریدی ہے جس میں سے آدھی چار کنال جگہ مسجد کے لئے جماعت کو دی ہے۔

مبلغ نائیجیریا بیان کرتے ہیں کہ لوکوجہ جماعت کی ایک خاتون اسوت حبیب (Aswat Habib) صاحبہ بتاتی ہیں کہ مَیں اپنے گھر میں کپڑوں کی، گارمنٹس کی دکان چلاتی ہوں، لیکن اب میرے شوہر نے سکول کھولا ہے جس کی وجہ سے میرا زیادہ وقت سکول کے کاموں میں گزر رہا ہے۔ اور سکول بھی گھر سے دور ہے جس کی وجہ سے دکان کے کام میں آمدنی کم رہی۔ یہ بات میرے لئے پریشان کن تھی۔ ایک دن مربی صاحب نے چندہ وقفِ جدید میں قربانی کی تحریک کی اور مجھ سے جتنا ہو سکتا تھا میں نے اس میں ادا کر دیا۔ اُسی دن چند گھنٹوں کے بعد جب مَیں نے اپنی گارمنٹس کی دکان کھولی تو چند گھنٹوں میں اتنی سیل ہوئی جو پہلے ہفتوں میں نہیں ہوتی تھی۔ یہ صرف خدا کی راہ میں چندہ دینے کی برکت ہے جس نے مجھے اتنا نوازا۔

وِڈ گُو ریجن کے مبلغ لکھتے ہیں جیالو سیکو (Diallo Seko) صاحب جو یہاں کے گاؤں کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے گزشتہ سال بیعت کی ہے اور بیعت کے بعد انہوں نے فوراً چندہ دینا شروع کر دیا اور اس چندے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس مخلص نومبائع کو ایسی برکت سے نوازا کہ اس کی فصل اسی سال گزشتہ سال کی نسبت دو گنا ہو گئی۔ اور اب انہوں نے وقفِ جدید میں دوبارہ اناج کی صورت میں چندہ دیا ہے۔

امیر صاحب برکینا فاسو لکھتے ہیں کہ گاوا ریجن (Gava Region) کے صدر جماعت ہیما یوسف (Hema Yousaf) صاحب بتاتے ہیں کہ ایک روز جیب میں صرف تین ہزار فرانک تھے۔ اہلیہ نے کہا کہ گھر میں پکانے کو کچھ نہیں ہے، لا کر دیں۔ کہتے ہیں کہ اسی اثناء میں مَیں پیسے لے کر مشن ہاؤس گیا تو وہاں مربی صاحب نے چندے کے وعدے کے متعلق یاد دہانی کروائی کہ آپ کا وقفِ جدید کا چندہ رہتا ہے۔ خاکسار نے یہی سمجھا کہ آج میرا امتحان ہے۔ مَیں نے اسی وقت یہ تہیہ کیا کہ چندہ ہی دوں گا اور فوراً تین ہزار فرانک کی رسید کٹوا لی اور اللہ تعالیٰ کو میری حقیر قربانی بہت پسند آئی۔ اسی روز میرے کام کے سلسلے میں ایک شخص گھر آیا اور تین لاکھ فرانک نقد دے کر کہنے لگا کہ میرا آرڈر بک کر لیں اور یہ رقم ایڈوانس کے طور پر رکھ لیں۔ بقیہ کام مکمل ہو گا تو ادا کروں گا۔ یوسف صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس روز سے میرا اللہ تعالیٰ پر توکل بہت بڑھ گیا ہے۔ خصوصاً مالی مشکلات تو بالکل ختم ہو گئی ہیں۔

بنفورا (Banfora) ریجن کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک دوست سوادوگو (Sawadogo) صاحب چار سال قبل احمدی ہوئے تھے اور آہستہ آہستہ اخلاص میں ترقی کی اور چندے ادا کرنے شروع کئے۔ ایک روز بیان کرنے لگے کہ سب سے پہلے چندوں کے نظام میں شامل ہو جائیں کیونکہ اس کی بیشمار برکات ہیں اور اس کا ثبوت میری اپنی ذات ہے۔ کیونکہ احمدیت میں داخل ہونے سے قبل اور چندوں کی ادائیگی سے قبل میں اکثر لوگوں سے قرض اور ادھار لیتا تھا۔ مگر آج اللہ تعالیٰ نے میری حالت کو یکسر بدل دیا ہے اور چندہ ادا کرنے کی برکت سے میں اس قابل ہوا ہوں کہ لوگوں کو ادھار رقوم دیتا ہوں۔ پہلے لوگ میرے در پر مجھ سے اپنی رقوم لینے آتے تھے مگر آج امام مہدی علیہ السلام کی برکت سے لوگ میرے در پر مدد مانگنے آتے ہیں۔

نائیجر، ایک غریب اور پسماندہ ملک ہے، ان لوگوں کو لینے کی عادت تو ہے، دینے کی نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ جہاں بھی تبلیغ کی جاتی ہے وہاں مالی قربانی کے نظام کے بارہ میں بتایا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں لوگ مالی قربانی کی طرف توجہ کر رہے ہیں۔ کئی دیہات ایسے ہیں جہاں پہلی دفعہ تبلیغ کی اور انہوں نے پہلے ہی دن کچھ نہ کچھ چندہ دیا۔

مبلغ لکھتے ہیں کہ امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے وقفِ جدید کی مالی قربانی میں نائیجر کی سو فیصد جماعتیں شامل ہو چکی ہیں۔ اور گزشتہ سال وقفِ جدید میں شاملین کی تعداد ایک ہزار چار سو اٹھہتر تھی جبکہ امسال یہ تعداد بڑھ کے سترہ ہزار سات سو چھ ہے۔ یعنی وقف جدید میں سولہ ہزار دو سو اٹھائیس (16,228) نومبائعین کا اضافہ ہوا ہے۔

افریقہ میں صرف چندہ ہی نہیں بلکہ وہاں کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑھ کر دوسری مالی قربانیاں کرنے کی بھی توفیق مل رہی ہے۔

لیگوس کے ایک مخلص احمدی ہیں الحاجی ابراہیم الحسن، انہوں نے اپنا نیا گھر بنایا اور اس سے ملحق ایک مسجد اور تین فلیٹ پر مبنی ایک عمارت بنائی۔ مسجد کے بارہ میں ان کا ارادہ تھا کہ وہ اس کو جماعت کے حوالہ کر دیں گے۔ کہتے ہیں کہ ابھی میں اپنے اس نئے گھر میں شفٹ نہیں ہوا تھا کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول میرے اس نئے گھر میں تشریف لائے ہیں اور آپ کے بعد خلیفہ ثانی اور خلیفہ ثالث اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع اور خلیفہ خامس سب تشریف لائے اور سب سے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائے۔ آمد کے بعد حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہی اس گھر کے افتتاح کی تقریب ہے اور کوئی افتتاح کی تقریب نہیں ہوگی۔ اس کے بعد مسجد سے ملحق عمارت جس میں تین فلیٹس بنائے تھے اُن میں سے ایک فلیٹ میں آپؑ تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہ بھی مسجد کے ساتھ ہی جماعت کو دے دیں۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور مَیں نے ارادہ کر لیا کہ فلیٹ بھی مسجد کے ساتھ ہی جماعت کو بطور مشن ہاؤس دے دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے یہ مسجد اور سارے فلیٹس بطور مشن ہاؤس جماعت کو دے دیئے ہیں جس کی کل مالیت نوے ہزار پاؤنڈ بنتی ہے۔

ٹوگو کے مبلغ لکھتے ہیں کہ کُوپے ریجن کے ایک گاؤں میں جہاں کچھ عرصہ قبل احمدیت کا نفوذ ہوا تھا


## Earlsfield Properties

**We will manage your property at 0% commission**
**Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years**
**Free management Service**
**Guaranteed vacant possession**

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

چندے کا آغاز ایک عجیب واقعہ سے ہوا۔ مخالفین وہاں پر بہت سا سامان اور پیسے لے کر گئے کہ ان کو دے کر احمدیت سے الگ کیا جائے۔ یہ ایک غریب گاؤں ہے اور لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ مخالفین نے ان سے کہا کہ ہم آپ کے لئے پیسے لے کر آئے ہیں جبکہ احمدی آپ سے چندہ مانگتے ہیں اور یہ سارے پیسے اکٹھے کر کے ان سے کاروبار کرتے ہیں۔ گاؤں والوں نے جواب دیا کہ تم لوگ جھوٹ بولتے ہو۔ تم ہمیں پیسے دینے آئے ہو تا کہ ہم ایمان سے ہٹ جائیں؟ اور احمدی ہم سے چندہ مانگتے ہیں تا کہ ہمارے ایمان مضبوط ہوں۔ اور پھر وہ ہمیں قرآن کی تعلیم بتاتے ہیں کہ ہر مسلمان کو خدا کی راہ میں کچھ نہ کچھ خرچ کرنا چاہئے اور ہم جانتے ہیں کہ احمدی اس چندے سے اسلام کی خدمت کرتے ہیں۔ کھا پی نہیں جاتے یا کاروبار نہیں کرتے۔ ہم بے شک غریب ہیں اور آپ کی رقم ہماری ضروریات پوری کر سکتی ہے لیکن جو تھوڑا بہت ہمارے پاس ہے ہم خدا کی راہ میں دینا پسند کریں گے۔ اس طرح وہ چندہ کے نظام میں شامل ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج تک چندے کے نظام میں شامل ہیں۔

پس یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر قسم کی قربانیاں کر رہے ہیں۔ تھوڑی قربانی بھی ہے۔ بڑی قربانی بھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق ان کے پھلوں کو دوگنا کرتا چلا جا رہا ہے۔ مالی قربانیوں کی ایک روح جیسا کہ ہم نے دیکھا جماعت میں نہ صرف قائم ہے بلکہ بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ نئے ہونے والے احمدی بھی اس میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

وقفِ جدید کا چندہ جو پہلے صرف پاکستان کے احمدیوں کے لئے ہی خیال کیا جاتا تھا۔ یعنی اس قربانی میں صرف پاکستانی احمدی ہی شامل ہوتے تھے۔ پھر خلافتِ رابعہ میں یہ پوری دنیا کے لئے عام کر دیا گیا۔ امیر ممالک سے یعنی مغربی ممالک سے اور دوسرے ترقی یافتہ ممالک سے وقفِ جدید کا چندہ لینے کا بڑا مقصد یہ تھا کہ انڈیا اور افریقہ کے بعض ممالک جن کے اخراجات بڑھ رہے ہیں اور جماعتوں کی اکثریت بھی نومبائعین کی ہے جنہیں ابھی مالی نظام کا صحیح طرح پتہ نہیں اُن پر ہی رقم خرچ کی جائے۔ ان کی ضروریات پوری کی جائیں۔ مساجد کی تعمیر ہے اور دوسرے اخراجات ہیں۔ لیکن آپ نے دیکھا جو مَیں نے واقعات بیان کئے ہیں کہ اب نومبائعین خود بھی کس طرح قربانیوں میں بڑھ رہے ہیں۔ اور ان کے خود قربانیوں میں بڑھنے سے وہاں کی ضروریات کچھ حد تک پوری ہو رہی ہیں لیکن ساتھ ساتھ نئے مشن بھی کھل رہے ہیں۔ اس لئے امیر ممالک سے یا مغربی ممالک سے جو وقفِ جدید کا چندہ لیا جاتا ہے وہ دوسرے نئے منصوبوں پر خرچ کیا جائے گا جہاں اور مزید ضروریات بڑھ رہی ہیں، مساجد بن رہی ہیں، مشن ہاؤسز بن رہے ہیں، لٹریچر چھپ رہا ہے۔ یہ قربانیاں جو مغربی ممالک کے احمدی کر رہے ہیں جہاں ان کو اپنے ملک میں جماعتی پروجیکٹس کو اور کاموں کو آگے بڑھانے میں وسعت دینے میں کام آ رہی ہیں وہاں غریب ممالک میں احمدیت کی ترقی میں بھی یہ مدد بن رہی ہیں۔ اور یوں امیر ممالک کے قربانی کرنے والے لوگ بھی انفرادی طور پر بھی جو معمولی قربانی کر رہے ہیں بحیثیت جماعت ان کی قربانی تیز بارش کے نتائج پیدا کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اسے قبول فرماتا رہے۔

جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ یکم جنوری سے وقفِ جدید کا سال شروع ہوتا ہے اور جو مثالیں مَیں نے دیں وہ زیادہ تر وقفِ جدید کی ہیں۔ واضح ہے کہ آج کے خطبہ میں وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان کیا جائے گا۔ اور گزشتہ سال کے کچھ اعداد و شمار پیش کئے جائیں گے۔ اللہ کے فضل سے وقفِ جدید کا یہ ترپنواں (53واں) سال ہے جو 31 دسمبر کو ختم ہوا ہے۔ الحمدللہ اس سال میں اللہ تعالیٰ کے بڑے فضل ہوئے اور وقفِ جدید میں جماعت کو اکتالیس لاکھ تراسی ہزار پاؤنڈ سے اوپر کی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی اور گزشتہ سال کے مقابلہ میں یہ قربانی اللہ کے فضل سے چھ لاکھ چونسٹھ ہزار سے زائد ہے۔ اور اس میں قربانی کے لحاظ سے حسبِ معمول وحسبِ سابق پاکستان تو پہلے نمبر پر ہی ہے۔ اس کے بعد امریکہ ہے اور پھر UK ہے۔ پھر جرمنی ہے۔ UK نے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سال کے مقابلے میں ایک لاکھ پاؤنڈ کا اضافہ کیا ہے۔ اور جرمنی نے بھی اس دفعہ تو UK سے وقفِ جدید میں اوپر آنے کے لئے پوری کوشش کی ہے اور دو لاکھ یورو سے زیادہ وصولی کی ہے لیکن پوزیشن گزشتہ سال والی ہے۔ پھر کینیڈا ہے۔ پھر انڈیا ہے۔ پھر آسٹریلیا ہے۔ آسٹریلیا کی ایک پوزیشن اوپر آ گئی ہے۔ انڈونیشیا ہے، بیلجیئم ہے اور دسویں نمبر پر سوئٹزرلینڈ ہے۔

اور مقامی کرنسی کے لحاظ سے، گزشتہ سال کے مقابلے پر زیادہ وصولی کرنے والی پانچ جماعتیں نمبر ایک جرمنی ہے جس نے تینتیس فیصد اضافہ کیا ہے۔ پھر بھارت نمبر دو پہ ہے۔ پھر امریکہ ہے، پھر آسٹریلیا ہے، پھر بلجیم ہے۔

فی کس ادائیگی کے لحاظ سے امریکہ پہلے نمبر پر ہے جن کا اکاسی پاؤنڈ سے اوپر فی کس چندہ ہے۔ پھر نیچے سوئٹزرلینڈ ہے، اڑتالیس پاؤنڈ، پھر آئرلینڈ ہے، پھر UK ہے۔ پھر جاپان ہے۔ فرانس، کینیڈا، سپین وغیرہ نے بھی کافی کوشش کی ہے۔ افریقہ میں وصولی کے لحاظ سے پہلی پانچ جماعتوں میں گھانا ہے۔ نائیجیریا ہے۔ پھر ماریشس، چوتھے نمبر پر برکینافاسو اور پانچویں پر بینن ہے۔

اس سال وقفِ جدید کا چندہ ادا کرنے والوں کی تعداد میں پچیس ہزار کا اضافہ ہوا ہے۔ اس طرح مجموعی تعداد چھ لاکھ سے اوپر ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا نائیجر نے اس دفعہ کوشش کی ہے تو انہوں نے حالانکہ چھوٹی سی جماعت ہے اور بالکل نئی جماعت ہے، سولہ ہزار شاملین کا اضافہ کر لیا ہے۔ اگر افریقہ کی باقی جماعتیں کوشش کریں تو یہ اضافہ بہت زیادہ ہو سکتا ہے۔ گھانا اور نائیجیریا کو تو میں اگلے سال کے لئے کہتا ہوں کہ کم از کم اضافی ٹارگٹ جو ہے وہ پچاس ہزار افراد کا رکھیں۔ اور ان کی گنجائش ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو سکتا ہے۔

پھر پاکستان کے جو نتائج ہیں اس کے لحاظ سے اول لاہور ہے۔ کراچی ہے اور ربوہ ہے، اور ربوہ اور کراچی کا اتنا معمولی فرق ہے کہ اگر ربوہ کو پہلے پتہ ہوتا تو شاید کوئی ایک آدمی ادا کر دیتا۔ شاید چار پانچ ہزار روپے کا فرق ہے۔

بالغان میں دس اضلاع۔ سیالکوٹ، راولپنڈی، فیصل آباد، اسلام آباد، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، سرگودھا، ملتان، گجرات اور عمرکوٹ ہیں۔

اطفال میں اوّل لاہور، دوم کراچی۔ سوم ربوہ ہے۔ اطفال کے پہلے دس اضلاع سیالکوٹ، راولپنڈی، اسلام آباد، شیخوپورہ، فیصل آباد، گوجرانوالہ، نارووال، گجرات، عمرکوٹ اور دسویں نمبر پر حیدرآباد۔

امریکہ کی پہلی پانچ جماعتیں۔ لاس اینجلیس، اِن لینڈ ایمپائر، سیلیکون ویلی، ڈیٹرائٹ، شکاگو ویسٹ اور بوسٹن ہیں۔

برطانیہ کی پہلی دس جماعتیں۔ ووسٹر پارک، مسجد فضل، رینیز پارک، برمنگھم ویسٹ، ویسٹ ہل، بریڈ فورڈ نارتھ، بیکسلے اینڈ گرین وچ، چیم، مسجد ویسٹ اور وولور ہیمپٹن۔

اور وصولی کے لحاظ سے برطانیہ کے ریجن ہیں، مڈلینڈ ریجن، ساؤتھ ریجن، لنڈن ریجن، مڈل سیکس ریجن، اسلام آباد ریجن۔

جرمنی کی پانچ جماعتیں ہیں۔ ہیمبرگ، فرینکفرٹ، گروس گیراؤ، ویزبادن اور ڈارمسٹڈ۔

وصولی کے لحاظ سے جرمنی کی نمایاں جماعتیں ہیں۔ روڈر مارک، نوئے ایس، بروخسال، مورفیلڈن (جرمن خود ہی ان شہروں کا تلفظ درست کر لیں) روڈس ہائیم، مہدی آباد، بریمن، نیدر روڈن، وال ڈورف، وائن گارٹن۔

کینیڈا نے دفتر اطفال اور بالغان علیحدہ کیا ہوا ہے۔ باقی ممالک جہاں نظام اچھی طرح establish ہو چکا ہے اُن کو بھی مَیں نے کہا تھا یہ قائم کریں لیکن جرمنی اور امریکہ اور برطانیہ اس بارہ میں کوشش نہیں کر سکے کہ اطفال اور خدام کو علیحدہ علیحدہ کر سکیں، لیکن کینیڈا بہرحال رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے پاکستان کے بعد فی الحال کینیڈا ہے جس نے علیحدہ ریکارڈ رکھا ہوا ہے۔ اس چندہ بالغان میں مارکھم، پیس ویلج ساؤتھ، ویسٹن ازلنگٹن، کیلگری ساؤتھ، ووڈ برج۔ کینیڈا میں دفتر اطفال کی جماعتیں ہیں، ویسٹرن ساؤتھ، ویسٹرن نارتھ ویسٹ، ویسٹن ازلنگٹن، مارکھم، پیس ویلج ساؤتھ۔

انڈیا کی جماعتیں کیرالہ، جموں کشمیر، تامل ناڈو، آندھرا پردیش، ویسٹ بنگال، کرناٹکہ، اڑیسہ، پنجاب، اتر پردیش، راجستھان، دہلی ہیں۔

پہلے مَیں نے صوبے بیان کئے تھے اور اب جماعتیں ہیں اور ان کی نمایاں جماعتیں کالی کٹ، کینانور ٹاؤن، حیدرآباد، قادیان، چنائی، کلکتہ، کیرولائی، بنگلور، پنج گاڑی، کمبٹور، آسنور ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس نئے سال میں قربانی کرنے والوں کی توفیق کو بھی بڑھائے۔ جنہوں نے گزشتہ سالوں میں قربانیاں کی ہیں ان کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے اور پہلے سے بڑھ کر یہ قربانیاں کرتے چلے جانے والے ہوں۔ اور آئندہ بھی ہم جماعت کا ہر قدم ترقی پر دیکھنے والے ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ایک افسوسناک اطلاع ہے۔ جرمنی کے مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب 4 جنوری کو منگل کے دن وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کی پیدائش 1946ء کی تھی۔ اس لحاظ سے تقریباً چونسٹھ سال یا پینسٹھ سال عمر بنتی ہے، اگر شروع میں تھی تو پینسٹھ سال، ہاں پینسٹھ سال تقریباً۔ اور فرینکفورٹ میں ان کی تعلیم ہوئی۔ 1974ء میں ان کی شادی ماریشس کی ایک خاتون سے ہوئی جن سے ایک بیٹی ہیں۔ ان کی یہ اہلیہ 1989ء میں وفات پا گئی ہیں۔ پھر ان کی دوسری شادی قادیان میں سعید احمد درویش مہار صاحب کی بیٹی سے ہوئی جن سے ان کے تین بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔ بڑے مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے اسلام قبول کس طرح کیا؟ اس کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن اپنی والدہ کے گھر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک سفید روشنی کندھے کے اوپر سے نکل کر کتابوں کی الماری کی طرف جاتی ہوئی نظر آئی جس میں سینکڑوں کتابیں ترتیب سے پڑی ہوئی تھیں۔ وہ روشنی ایک کتاب پر آ کر رُک گئی۔ آپ نے جب اٹھا کر اس کتاب کو دیکھا تو وہ جرمن ترجمہ قرآن تھا۔ آپ قرآن کریم کو اپنے ہاتھوں میں لے کر پڑھنے لگے اور قرآن میں کچھ حصہ پڑھنے کے ساتھ ہی آپ کو یقین ہو گیا کہ خدا تعالیٰ اپنی کتاب کے ذریعے بول رہا ہے۔ اور یہ کتاب سچی ہے اور مجھے اسے قبول کر لینا چاہئے۔ چنانچہ اسلام قبول کر لیا۔ یہ خیال آتے ہی پھر اس کے بعد مسجد کی تلاش شروع کر دی اور مسجد نور کا ان کو پتہ لگ گیا۔ اس طرح جماعت سے رابطہ ہوا اور مبلغ سلسلہ مکرم مسعود جہلمی صاحب مرحوم سے تعلقات ہوئے۔ انہوں نے بڑی محبت وشفقت سے ان کو اسلام اور احمدیت کا تعارف کروایا۔ 1969ء میں یہ بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے آپ کا نام ہدایت اللہ رکھا۔ 1970ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ جب فرینکفورٹ تشریف لے گئے تھے تو وہاں آپ کی حضور سے ملاقات ہوئی۔ امیر صاحب جرمنی بھی ان کے

ذریعہ سے ہی احمدی ہوئے کیونکہ انہوں نے ان کو کافی تبلیغ کی۔ کیونکہ وہ حق کی تلاش میں قادیان میں گئے تھے اور وہاں یہ بھی جرمن تھے اس لئے انہوں نے ان کو ساتھ لے کر سارا قادیان پھرایا اور تبلیغ کی۔ ہمیشہ یہ مترجم کے طور پر اور خلفاء کے مترجم کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بڑے درویش صفت اور نیک اور مخلص انسان تھے۔ خدا پر توکل انتہا کا پہنچا ہوا تھا۔ یعنی ایسے تھے جو بعد میں آئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ توکل اور ایمان اور یقین اور وفا اور محبت اور اخلاص میں وہ بہتوں سے آگے بڑھ گئے۔ خلافتِ احمدیہ سے ان کو عشق تھا۔ وفا کا تعلق تھا۔ یعنی کسی بھی معاملے میں ذرہ بھر بھی اختلاف نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اگر ایم۔ٹی۔اے پر خطبہ وغیرہ آ رہا ہوتا یا کوئی پروگرام خلیفہ وقت کا آ رہا ہوتا تو فوری طور پر بچوں کو چپ کرا دیتے اور خاموشی سے سننے کا کہتے اور خود بھی سنتے۔ نمازوں میں انہماک انتہا کا تھا۔ تہجد گزار، نوافل پڑھنے والے۔ مجھے یاد ہے گزشتہ سال مَیں نے وہاں جرمنی میں ایک دن کی ایک شوریٰ بلائی تھی۔ جرمن زبان میں جماعت کی طرف سے ہی ایک رسالہ وہاں شائع ہوا تھا لیکن اس میں کچھ ایسا مواد تھا جس سے بعض لوگوں کو تحفظات تھے۔ بہرحال اس میں اس بارے میں ڈسکشن ہو رہی تھی اور مجھے وہ تحفظات صحیح لگ رہے تھے۔ حالانکہ ہدایت اللہ صاحب کا اس رسالے میں بڑا رول تھا اور ان کی خواہش تھی اور ان کے کچھ ان کی بچیوں کے بھی مضامین بھی اس میں تھے۔ بعض دوسروں نے تو اس رسالہ کے حق میں بول کے اس کے مضامین کو Justify کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ہدایت اللہ صاحب کھڑے ہوئے اور پہلی بات انہوں نے یہی کی کہ جن غلطیوں کی نشاندہی آپ کر رہے ہیں بالکل صحیح ہے اور مَیں اس کے لئے معذرت چاہتا ہوں اور بہتر یہی ہے کہ اس پر غور کیا جائے۔ کوئی چوں چرا نہیں تھی کہ یہ ہونا چاہئے، وہ ہونا چاہئے۔ یا کسی بھی قسم کی تجویز نہیں دی کہ مَیں اب کیا کہتا ہوں۔ simple اعتراف تھا کہ ہمارے سے غلطی ہوئی ہے اور ہم معافی چاہتے ہیں۔ تو یہ ان کے اندر روح تھی۔ اس ایک سال میں بڑی عید وہاں کی تو خاص طور پر بڑا زور دے کے مجھے اپنے گھر بلایا اور پھر اپنے گھر کا ہر کمرہ دکھایا، اپنی لائبریری دکھائی اور سارا گھر تو خوش تھا ہی، ان کی جو خوشی تھی جو باقیوں سے ان کو ممتاز کر رہی تھی وہ دیکھنے والی تھی۔ خدمتِ دین کی اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی توفیق عطا فرمائی ہے۔ جرمن زبان میں اسلام کے بارے میں کافی کتب لکھی ہیں۔ میڈیا کے ساتھ ان کا بڑا گہرا تعلق تھا۔ سوال و جواب کی بہت ساری مختلف مجلسیں غیروں میں جا کے میڈیا پر کرتے تھے۔ جماعت جرمنی کے پریس سیکرٹری کے طور پر بھی آپ کو لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔ ایک صاحبِ علم شخصیت تھے اور ہر طرح سے کہنا چاہئے، جو بھی انسان میں، ایک مومن میں خصوصیات ہونی چاہئیں وہ ان میں پائی جاتی تھیں۔ ایم۔ٹی۔اے جرمن سٹوڈیو کے فعال رکن تھے اور جرمن پروگراموں کی یہ جان سمجھے جاتے تھے۔ جرمن زبان میں تبلیغی اور تربیتی لٹریچر کا ایک بڑا خزانہ انہوں نے جماعت جرمنی کے لئے چھوڑا ہے۔

جرمنی کے اخبارات اور متعدد ٹی وی چینلز پر اسلام اور احمدیت کا مؤقف بھرپور انداز میں پیش کرنے کی توفیق ملی۔ اور جرمن زبان کے ساتھ ساتھ انگریزی میں بھی ان کو عبور تھا۔ جرمن اور انگلش دونوں میں نظمیں بھی لکھا کرتے تھے۔ جامعہ احمدیہ میں جرمن زبان آج کل پڑھا رہے تھے اور بڑی محنت سے یہ فریضہ انجام دے رہے تھے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ نظمیں لکھتے تھے۔ بڑے اچھے شاعر تھے۔ ان کی شاعری کی کتب بھی شائع ہوئی ہیں۔ تقاریر بھی جلسے پر کیا کرتے تھے۔ قرآنِ کریم سے انہیں بے انتہا محبت تھی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بے انتہا اعتماد تھا۔ کسی مشکل یا پریشانی میں ایک ہی جواب ہوتا تھا کہ دعا کرو۔ نمازوں کی پنجوقتہ ادائیگی کے علاوہ نوافل اور تہجد کی طرف بھی التزام تھا۔ مالی قربانی کی طرف بھی توجہ رہتی تھی۔ ان کی بیٹی نے مجھے لکھا کہ کئی دفعہ کوئی مسئلہ ہوتا تھا تو ان کا پہلا جواب یہ ہوتا تھا کہ خلیفہ وقت کو دعا کے لئے خط لکھو اور خود دعاؤں میں جت جاؤ۔ اس کا ایک ہی حل ہے۔

ان کی تصنیفات جو جماعت سے باہر کی تصنیفات ہیں ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے جرمن زبان میں دو ایڈیشن ہیں۔ اسلام کے بارے میں ننانوے سوالات اور ان کے جوابات، اس کا بھی کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ پھر ہے اسلام میں عورت کا مقام، یہ تیسری کتاب ہے اس میں کچھ سوالات اور ان کے جواب ہیں۔ اسی طرح اسلام میں ''جنت اور جہنم کا تصور'' ہے اور بھی بہت ساری کتابیں ہیں جو تقریباً بارہ کے قریب کتب ہیں جو انہوں نے مختلف مضامین پہ لکھیں اور جو احمدیت سے باہر شائع ہوئی ہیں۔ اور جماعتی طور پر جو ان کی کتب ہیں ان کی تعداد تقریباً چار ہے۔ اس کے علاوہ میگزین وغیرہ تھے، جن میں قادیان دارالامان اور پھر عورت کے کردار کے بارے میں کتاب تھی کہ اسلام میں عورت کا کردار۔ پھر اسلامی نظموں کے مجموعے ہیں۔ باقاعدہ جماعتی میگزین میں ان کے مضامین ہوتے تھے۔ مختلف موضوعات پر کتابچے اور بروشر جو ہیں ان کی تعداد تقریباً ایک سو بیس ہے۔ ٹی وی پروگرام اور ٹاک شوز میں شامل ہوتے رہے۔ جرمنی کے ایک مشہور یہودی کا پروگرام تھا جس کا موضوع تھا ''اسلام کتنا خطرناک ہے؟'' اس میں شامل ہوئے اور اسلام کا دفاع کیا۔ پھر ان کا ایک ٹاک شو تھا ''کیا اسلام قبول کرنے والے انتہا پسند ہیں؟'' اس میں بھی انہوں نے بڑا کردار ادا کیا۔ غرض کہ کافی ٹی وی پروگرام ان کے تھے۔ قومی، بین الاقوامی سیاستدانوں اور اہم دانشوروں اور ادیبوں فنکاروں سے، صحافیوں سے آپ کے رابطے بھی تھے۔ اسلام کے ناقدین کے علاوہ اخباروں، رسالوں اور پبلشروں سے بھی رابطے رہتے تھے۔ جرمنی کے، بڑے روزنامے "Die Welt" میں آپ کے مضامین چھپتے رہے۔

آپ کی وفات پر جرمنی کے سولہ اخبارات نے خبر دی ہے اور ان میں کئی بڑے قومی اخبارات شامل ہیں۔ بہت سے مضامین میں آپ کو مسلمان ہونے والی سب سے مشہور شخصیت کے طور پر پیش کیا گیا۔ حیسن صوبہ کے وزیر برائے مذہبی ہم آہنگی نے آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ اسلام اختیار کرنے والوں میں سب سے مشہور شخصیت تھے۔ فرینکفرٹ نیو پریس نے لکھا ہے کہ آپ ایک شاعر اور مبلغ تھے، ادب کے نوبل انعام یافتہ گنٹر گراس (Gunter Grass) نے آپ کو 1960ء کی دہائی کے عظیم مصنفین میں شمار کیا ہے۔ آخری نظم جو آپ نے لکھی تھی اس میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپؐ کی بدولت مجھے سچے اور پاک دین کو قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔

آپ کی جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ ایک اہلیہ ہیں اور آٹھ بچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا بھی نگہبان ہو۔ ہمیشہ اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو بھی ان کے نقشِ قدم پر چلائے۔ ایک دو بچیاں تو ہیں جو جماعت کی خدمات کر رہی ہیں۔ تمام بچے ان کی خواہش کے مطابق جماعت کے خادم بنیں اور وفا کا جو تعلق انہوں نے جماعت کے ساتھ اور خلافت کے ساتھ رکھا، اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو بھی اس میں بڑھاتا چلا جائے۔

اسی طرح میں جرمنی کے احمدیوں کو، نوجوان نسل کو بھی کہتا ہوں کہ جرمن ہونے کے باوجود انہوں نے اپنے احمدی مسلمان ہونے کا ایک حق ادا کیا تو آپ لوگ بھی ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں اور جرمنی میں اور یورپ میں جہاں بھی اسلام کے دفاع کی ضرورت ہے آگے بڑھیں، علم حاصل کریں اور سیکھیں اور ان کی زبان میں ان کو بیان کریں اور اسلام کا دفاع کریں۔ نہ صرف دفاع کریں بلکہ اسلام کی خوبیاں بیان کر کے اسلام کی برتری تمام مذاہب پر ثابت کریں۔

یہاں ایک وضاحت بھی کرنا چاہتا ہوں۔ ہدایت اللہ صاحب جیسا کہ میں نے کہا کہ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے لیکن بعض دفعہ کسی کے مقام کو بعض لوگ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اس سے دوسروں کے ذہنوں میں بعض سوال اٹھنے لگ جاتے ہیں۔ یہ تأثر بھی بعض جگہ سے ملا ہے کہ منگل کے روز جو سورج گرہن ہوا تھا شاید سورج گرہن کا وہ وقت تھا اور ان کی وفات کا جو وقت تھا وہ ایک ہی تھا یا شاید اس سے سورج گرہن کی بھی کوئی نسبت ہو۔ اس قسم کی باتوں کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے ''حضرت مغیرہ بن شعبہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپؐ کے صاحبزادے ابراہیمؑ کی وفات کے دن سورج کو گرہن لگا تو بہت سے لوگ کہنے لگے کہ سورج کو ابراہیم کی وفات کی وجہ سے گرہن لگا ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج اور چاند کو کسی کی موت یا حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ جب تم گرہن دیکھو تو نماز پڑھو اور دعائیں کرو۔

(بخاری کتاب الکسوف باب الصلوٰۃ فی کسوف الشمس)

تمہارا صرف یہ کام ہے۔ پس کبھی گرہن دیکھیں تو یہ اصل طریق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نمازِ کسوف وخسوف پڑھی جائے۔ گرہن کی نماز پڑھی جائے۔

دنیا میں اس دن اور بھی بہت سارے لوگ فوت ہوئے ہوں گے، پیدا بھی ہوئے ہوں گے اور ہر ایک نے کسی نہ کسی کو کوئی نہ کوئی مقام دیا ہوتا ہے۔ پھر تو ہر ایک جو بھی ان کے اپنے قریبی ہیں، پیارے ہیں، ان کے بارے میں یہی کہیں گے کہ چاند گرہن، سورج گرہن جو لگا ہے وہ اس وجہ سے لگا ہے کہ فلاں کی وفات ہوئی ہے یا فلاں پیدا ہوا ہے۔ اس سے غلط قسم کی بدعات راہ پاتی ہیں۔ اس لئے احمدیوں کو ہمیشہ ان سے بچنا چاہئے۔ صرف وہ کریں جس کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے۔

اس کے علاوہ میں دعا کی ایک تحریک بھی کرنا چاہتا ہوں۔ کل مردان میں مخالفین احمدیت نے پھر ہمارے بعض احمدیوں پر فائرنگ کی جس کی وجہ سے ہمارے ایک نوجوان میاں وجیہ احمد نعمان جو میاں بشیر احمد صاحب مردان کے بیٹے ہیں۔ پچیس سال ان کی عمر ہے۔ ان کے کولہے پر گولی لگی ہے۔ زخمی ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور دشمنوں کو بھی کیفرِ کردار تک پہنچائے۔


**THOMPSON & CO SOLICITORS**
**New Office in Morden**

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

**Contact: Anas A.Khan, John Thompson,**
**Naeem Khan, David Brocklesby** (Member of Family Law Panal) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
*Mobile*: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

ذکر حبیب

# حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی

((صاحبزادہ) مرزا غلام احمد ۔ ربوہ)

## (تیسری قسط)

ہر زمانہ کے اپنے رسم و رواج ہوتے ہیں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں غیر لوگوں کے سامنے میاں بیوی کا ایک دوسرے سے بات کرنا بھی اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا ۔ اسی طرح یہ تو بہت ہی برا سمجھا جاتا کہ خاوند اور بیوی اکٹھے غیروں کے سامنے چلیں پھریں ۔ عام طور پر دستور یہ تھا کہ پبلک جگہوں پر عورتوں کو ایک طرف بٹھا دیا جاتا تھا ۔ لیکن اس زمانے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق بالکل مختلف تھا ۔ چنانچہ سیرت المہدی جلد دوم میں روایت 435 میں ذکر ہے کہ 1902ء میں ایک مرتبہ حضرت اماں جانؓ لاہور تشریف لے گئی تھیں ۔ ان کی واپسی کی اطلاع ملنے پر حضور ان کے استقبال کے لئے بٹالہ تشریف لے گئے ۔ معمول کے مطابق بہت سے خدام بھی ساتھ تھے ۔ بٹالہ کے سٹیشن پر سب لوگوں کے سامنے ہی حضور نے اماں جان کا استقبال کیا اور آپ سے مصافحہ فرمایا۔

✿ ...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفروں کے سلسلے میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے اپنی تصنیف 'ذکر حبیب' میں تذکرہ کیا ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ جب سفر کا موقعہ پیش آتا تو حضور کا طریق یہ تھا کہ خود ساتھ جا کر حضرت اماں جانؓ اور جو مستورات ساتھ ہوتیں انہیں زنانہ ڈبے میں سوار کراتے ۔ اور جس سٹیشن پر اُترنا ہوتا خود زنانہ ڈبہ کے پاس جا کر اپنے سامنے حضرت اماں جانؓ کو اُترواتے اور دوران سفر بھی اپنے ہمراہی خدام کے ذریعہ حضرت امّاں جانؓ کا حال احوال پتہ کرتے رہتے ۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ مزید لکھتے ہیں کہ آخری سالوں میں حضور عموماً سیکنڈ کلاس کا ایک ڈبہ ریزرو کروالیا کرتے تھے اور حضرت اماں جانؓ اور بچوں کے ساتھ اس میں سفر فرمایا کرتے تھے ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ حضور الگ کمرے کو اس خیال سے ریزرو کرا لیتے تھے تا کہ حضرت والدہ صاحبہ کو علیحدہ کمرے میں تکلیف نہ ہو اور حضور اپنے اہل و عیال کے ساتھ اطمینان کے ساتھ سفر کر سکیں ۔ اور نیز اس لئے بھی کہ آخری سالوں عموماً سفروں کے موقعہ پر ہر سٹیشن پر سینکڑوں ہزاروں زائرین بھی حضور کی زیارت کے لئے پہنچ جاتے تھے اور ان میں موافق و مخالف ہر قسم کے لوگ ہوتے تھے ۔ (ذکر حبیب صفحہ 318)

✿ ...... ایک سفر کے تعلق میں ایک نہایت دلچسپ واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے بھی بیان فرمایا ہے ۔ آپ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کسی سفر میں تھے ۔ سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی ۔ آپ بیوی صاحبہ (یعنی حضرت اُمُّ المؤمنین رضی اللہ عنہا) کے ساتھ سٹیشن پر ٹہلنے لگ گئے ۔ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی ۔ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ اِدھر اُدھر پھرتے ہیں ۔ آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے ۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ مَیں نے کہا مَیں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں ۔ ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں ۔ بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں ۔ حضرت صاحب نے فرمایا ''جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں'' ۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے ۔ مَیں نے کہا مولوی صاحب جواب لے آئے ۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل روایت 77 صفحہ 65)

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضورؑ نے مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی بات سن کر فرمایا کہ: ''آخر لوگ کیا کہیں گے یہی نا کہ مرزا اپنی بیوی کے ساتھ پھر رہا ہے ۔''

✿ ...... جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جماعت اور خاص طور پر خواتین میں اس بات کا عام چرچا تھا کہ حضرت اماں جان کے ساتھ حضور کا سلوک زمانہ اور ماحول کے برعکس غیر معمولی اور نمایاں طور پر اچھا ہوتا تھا ۔ اور یہ بات اتنی معروف تھی کہ صرف قادیان کے رہنے والے یا کثرت سے آنے والے ہی ایسا نہ سمجھتے تھے بلکہ جو مہمان ایک بار بھی آتا تھا اس کو بھی اس کا احساس ہو جاتا تھا ۔ چنانچہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب 1897ء کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں ۔ آپ اس زمانہ میں لاہور میں رہائش پذیر تھے ۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک بار لاہور کے ایک معزز خاندان کے لوگ قادیان گئے ۔ ان میں خواتین بھی تھیں ۔ واپسی پر ایک بوڑھی خاتون نے ایک مجلس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بیان کیا کہ آپ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی کس قدر خاطر اور خدمت کرتے ہیں ۔ اس مجلس میں ایک پرانی طرز کے صوفی بزرگ بھی موجود تھے ۔ وہ اس معزز خاتون کی بات سن کر کہنے لگے ۔ ہر سالک کا ایک مجازی محبوب بھی ہوتا ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا محبوب مجازی ان کی بیوی ہیں ۔

اُن صوفی بزرگ کا خیال اپنی جگہ ۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے ساتھ سلوک اور آپ کی قدر اور آپ کا احترام اس لئے خصوصی طور پر فرماتے تھے کہ یہ انبیاء علیہم السلام اور خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت تھی ۔

چنانچہ اپنے ایک تعزیتی خط میں جو حضور نے حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کو ان کی پہلی بیگم کی وفات پر لکھا تھا اس میں تحریر فرمایا:

''میاں بیوی کا علاقہ ایک الگ علاقہ ہے جس کے درمیان اسرار ہوتے ہیں ۔ بیوی میاں ایک ہی بدن اور ایک ہی وجود ہو جاتے ہیں ۔ ان کو صد ہا مرتبہ اتفاق ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی جگہ سوتے ہیں وہ ایک دوسرے کا عضو ہو جاتے ہیں ۔ بسا اوقات ان میں ایک عشق کی سی محبت پیدا ہو جاتی ہے ۔ اس محبت اور باہم انس پکڑنے کے زمانہ کو یاد کر کے کون دل ہے جو پُر آب نہیں ہو سکتا ۔ یہی وہ تعلق ہے جو چند ہفتہ باہر رہ کر آخر فی الفور یاد آتا ہے ۔ ایسے تعلق کا خدا نے بار بار ذکر کیا کہ باہم محبت اور انس پکڑنے کا یہی تعلق ہے ۔ بسا اوقات اس تعلق کی برکت سے دنیوی تلخیاں فراموش ہو جاتی ہیں ۔ یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام بھی اس تعلق کے محتاج تھے ۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی غمگین ہوتے تھے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ران پر ہاتھ مارتے تھے اور فرماتے تھے کہ اَرِحْنَا یَا عَائِشَہ ۔ یعنی اے عائشہ ہمیں خوش کر کہ ہم اس وقت غمگین ہیں ۔ اس سے ثابت ہے کہ اپنی پیاری بیوی ، پیارا رفیق اور رئیس عزیز ہے جو اولاد کی ہمدردی میں شریک غالب اور غم کو دور کرنے والی اور خانہ داری کے معاملات کی متولی ہوتی ہے جب وہ یک دفعہ دنیا سے گزر جاوے تو کیسا صدمہ ہے اور کیسی تنہائی کی تاریکی چاروں طرف نظر آتی اور گھر ڈراؤنا معلوم ہوتا ہے ۔''

(الحکم جلد 7 شمارہ نمبر 3.36/ستمبر 1903ء)

✿ ...... اسی طرح حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ کے نام اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''نہایت نیک قسمت اور سعید وہ آدمی ہے کہ جس کو اہلیہ صالحہ محبوبہ میسر آ جائے کہ اس سے تقویٰ طہارت کا استحکام ہوتا ہے اور ایک بزرگ حصہ دین اور دیانت کا مفت میں مل جاتا ہے ۔ اسی وجہ سے تقریباً تمام نبیوں اور رسولوں کی توجہ اسی بات کی طرف لگی رہی ہے کہ انہیں جمیلہ، حسینہ صالحہ بیوی میسر آوے جس سے گویا انہیں ایک قسم کا عشق ہو ۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کا ایک مشہور واقعہ ہے اور لکھا ہے کہ اسلام میں پہلے وہی محبت ظہور میں آئی ۔ سو مَیں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ سب سے پہلے اللہ جلشانہ آپ کو یہ نعمت عطا کرے ۔ میرے نزدیک یہ نعمت اکثر نعمتوں کی اصل الاصول ہے اور چونکہ مومن اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کا طالب و جویاں بلکہ عاشق و حریص ہوتا ہے اس لئے میری رائے میں مومن کیلئے یہ تلاش واجبات میں سے ہے ۔ اور میری رائے میں وہ گھر بہشت کی طرح پاک اور برکتوں کا بھرا ہوا ہے جس میں مرد اور عورت میں محبت و اخلاص و موافقت ہو ۔''

(مکتوبات احمد جلد دوم مکتوب نمبر 37 صفحہ 59)

نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا کے ساتھ خصوصی تعلق اور آپ کی قدر حضور کے دل میں آپ کی خوبیوں اور آپ کی نیکی اور تقویٰ کی وجہ سے بھی زیادہ تھی ۔

✿ ...... حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سلوک کیا تھا ۔ آپؑ کس قدر اکرام ، احترام اور محبت اور دلداری کے ساتھ اماں جان کے ساتھ پیش آتے تھے ۔ اس بارہ میں سیرت کی کتب میں بہت سے واقعات آتے ہیں ۔ اسی طرح صحابہ کرام اور صحابیات کی بھی اس بارہ میں بہت سی روایات ملتی ہیں ۔ ایک مختصر سے مضمون میں ان کا ذکر کرنا ممکن نہیں ہے ۔ مختصر طور پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ ہر طرح آپ کا خیال رکھتے تھے ۔ اگر کبھی آپ بیمار ہوتیں تو باوجود بہت زیادہ مصروف الاوقات ہونے کے آپ کی تیمار داری میں مصروف ہو جاتے ۔ غذا کا اہتمام فرماتے ۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب کو علاج کے لئے بلواتے ۔ ڈاکٹر صاحبان سے مشورہ کرتے اور پھر اپنے ہاتھ سے ان کو دوا دیتے ۔ ضرورت کے وقت حضرت اماں جانؓ کو خود دباتے بھی تھے ۔ غرض آپ کی تسلی، تسکین اور آرام کی خاطر ہر طرح کوشش کرتے ۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے ایک واقعہ بیان فرمایا ہے جو بظاہر بہت معمولی بات معلوم ہوتی ہے لیکن اس سے اس بات پر روشنی پڑتی ہے کہ حضور علیہ السلام کس طرح حضرت اماں جانؓ کا خیال رکھتے اور آپ کے آرام کے لئے کوشش فرماتے تھے ۔ آپ نے بتایا کہ آپ روشنی کے بغیر سو نہیں سکتی تھیں دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام اندھیرے میں سونے کے عادی تھے ۔ اماں جانؓ کی وجہ سے حضور بتی جلتی رکھتے ۔ جب حضرت اماں جان سو جاتیں تو روشنی گل کر دیتے ۔ حضرت اماں جانؓ فرماتی ہیں جب مَیں کروٹ لوں تو اندھیرا معلوم ہوتا تو اماں جانؓ روشنی کے لئے کہتیں اور حضور روشنی کر دیتے ۔ آخر کار حضور کو بھی روشنی میں سونے کی عادت ہو گئی اور اماں جانؓ کے لئے حضور خصوصی طور پر سارے گھر کو روشن کرنے کا بندوبست فرماتے ۔ اس بارہ میں ایک بار اماں جانؓ نے حضرت صاحب کو مخاطب کرتے فرمایا:

''حضرت صاحب وہ وقت یاد ہے جب آپ کو روشنی میں نیند نہیں آیا کرتی تھی اور اب اگر کونے کونے میں روشنی نہ ہو تو آپ کو نیند نہیں آتی ۔'' (سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 410)

✿ ...... ایک نہایت دلچسپ واقعہ محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ نے جو حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں اپنے بچپن میں کافی عرصہ حضور کے گھر میں رہیں بیان کیا ہے جس سے حضور اور حضرت اماں جانؓ کے باہمی تعلق پر روشنی پڑتی ہے کہ وہ کیسے بے تکلفی اور محبت پر مبنی تھے ۔ آپ فرماتی ہیں:

''ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اُمُّ المومنین صاحبہ نے یہ تجربہ کرنا چاہا کہ دیکھیں آنکھیں بند کر کے کاغذ پر لکھا جا سکتا ہے یا نہیں ۔''

چنانچہ حضورؑ اور حضرت اماں جانؓ نے آنکھیں بند کر کے ایک ایک فقرہ تحریر کیا ۔

(سیرت المہدی حصہ چہارم روایت نمبر 1204)

✿ ...... اپنے دوستوں اور اپنے ماننے والوں سے بھی حضور یہی توقع رکھتے تھے کہ وہ اپنے عائلی تعلقات اسی نمونہ کے مطابق استوار کریں ۔ اس ضمن میں حضور نے حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ کو جو نصیحت فرمائی تھی وہ آپ پڑھ چکے ہیں ۔ اسی طرح حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''آپ نے اپنے گھر کے لوگوں کی نسبت جو لکھا تھا کہ بعض امور میں مجھے رنج پیدا ہوتا ہے ۔ سو مَیں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میرا یہ مذہب نہیں ہے ۔ مَیں اس حدیث پر عمل کرنا علامت سعادت سمجھتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور وہ یہ ہے ۔ 'خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَ ھْلِہٖ' یعنی تم میں سے اچھا آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہو ۔ عورتوں کی طبیعت میں خدا تعالیٰ نے اس قدر کجی رکھی ہے کہ کچھ تعجب نہیں کہ بعض وقت خدا اور رسول یا اپنے خاوند یا خاوند کے باپ یا مرشد یا ماں یا بہن کو بُرا کہہ بیٹھیں اور ان کے نیک ارادہ کی مخالفت کریں ۔ سو ایسی حالت میں بھی کبھی ایک مناسب رعب کے ساتھ اور کبھی نرمی سے ان کو سمجھا دیں اور ان کی تعلیم میں مشغول رہیں ۔ لیکن ان کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کریں اور مروّت اور جوانمردی سے پیش آویں اور ان کو سمجھاتے رہیں کہ مسلمان کیلئے آخرت کا فکر ضروری ہے تا خدا تعالیٰ مصیبتوں سے بچاوے ۔ وہ ہیبت ناک چیز جو خاوند اور بیوی اور بچوں اور دوستوں میں جدائی ڈالتی ہے جس کا دوسرے لفظوں میں نام موت ہے دعا کرنا چاہیے کہ وہ بے وقت نہ آوے اور تباہی نہ ڈالے اور دل نرم رکھنا چاہئے ۔ اور ان کو سمجھا دیں کہ نماز کی پابندی کریں ۔ نماز جنابِ الٰہی میں عرض معروض کا موقعہ دیتی ہے ۔ اپنی زبان میں دنیا اور آخرت کے لئے دعائیں کریں ۔ بد تقدیروں سے ڈرتے رہیں ۔ خدا تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے جو امن کے وقت میں ڈرتے رہیں اور نیز آپ ان کے واسطے نماز میں دعائیں کریں ۔ یہ نازیبا بات ہے کہ ادنیٰ لغزش دیکھ کر دل میں قطع تعلق کریں ۔ بلکہ وفاداری سے اصلاح کے لئے کوشش کریں اور سچی ہمدردی سے کام لیں ۔''

(مکتوبات احمد جلد 2 مکتوب نمبر 35 صفحہ 234-235)

ایک واقعہ کا تعلق اخبار بدر کے بانی ایڈیٹر حضرت بابو محمد افضل رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے۔حضرت بابو محمد افضل صاحب رضی اللہ عنہ حضور کے صحابی تھے۔افریقہ میں ملازم تھے اور بہت خوشحال تھے۔ان کی دو بیویاں تھیں اور انہوں نے دونوں بیویوں کو قادیان میں رکھا ہوا تھا۔ 1899ء میں انہوں نے حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور تحریر کیا کہ ان کی بیویوں کو ان کے پاس بھجوادیا جائے۔ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تحریر کیا کہ جو بیوی آنے سے انکار کرے اس کو طلاق دیتا ہوں۔ حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ خط حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا۔حضور کو اس خط سے بہت رنج پہنچا اور حضرت مولوی صاحبؓ کو فرمایا وہ تو جب طلاق دے گا۔ان کو لکھ دیں کہ ”**ایسے شخص کا ہمارے ساتھ تعلق نہیں رہ سکتا کیونکہ جو اتنے عزیز رشتہ کو ذراسی بات پر قطع کر سکتا ہے وہ ہمارے تعلقات میں وفاداری سے کیا کام لے گا**“۔

حضور کا ارشاد بابو محمد افضل رضی اللہ عنہ کو پہنچا تو انہوں نے فوری طور پر فیصلہ کیا کہ وہ اپنی دونوں ازواج کو اپنے پاس ہی رکھیں گے اور اپنی بہت آمدنی والی ملازمت کو چھوڑ کر حضور کی صحبت میں رہنے کے لئے قادیان آگئے اور اخبار بدر کا اجراء کیا اور حضور کی مصروفیات اور حضور کے ملفوظات کی اشاعت کا کام شروع کر دیا اور باقی زندگی حضور کے قدموں میں گزاری اور 1905ء میں حضور کے قدموں میں ہی وفات پائی۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مصنفہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ 253)

سلسلہ احمدیہ میں منسلک ہونے سے پہلے ان کی حالت اچھی نہ تھی اور وہ اپنی اہلیہ کو پوچھتے تک نہ تھے۔ وہ حضور سے ملاقات کے لئے قادیان گئے جہاں پتہ لگا کہ حضور گورداسپور میں ہیں۔چوہدری نذر محمد صاحب بھی گورداسپور گئے اور وہاں حضور سے ملاقات ہوئی۔وہ کہتے ہیں کہ میں حضور کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک اور دوست ملنے کے لئے آئے اور انہوں نے حضور سے ذکر کیا کہ ان کے سسرال والوں نے ان کی بیوی بڑی مشکلوں سے ان کو دی ہے اس لئے اب وہ بھی اپنی بیوی کو اس کے ماں باپ کے پاس نہ بھجوائیں گے۔چوہدری نذر محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضورؑ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور حضور نے بڑے غصے سے اس دوست کو فرمایا کہ فی الفور یہاں سے دور ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری وجہ سے ہم پر بھی عذاب آجائے۔اس پر وہ دوست باہر چلے گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ وہ توبہ کرتا ہے جس پر حضور نے اسے بیٹھنے کی اجازت عطا فرمائی۔

چوہدری نذر محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ واقعہ دیکھ کر وہ دل میں سخت نادم ہوئے کہ وہ اپنی بیوی کو پوچھتے تک نہیں اور اپنے سسرال کی پرواہ نہیں کرتے۔وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے وہیں بیٹھے ہوئے توبہ کی اور عہد کیا کہ جا کر بیوی سے معافی مانگوں گا۔چنانچہ جب گورداسپور سے واپس گئے تو انہوں نے بیوی کے لئے بہت سے تحائف خریدے اور گھر پہنچ کر تحائف بیوی کو دیئے اور سابقہ سلوک کی معافی مانگی۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 1 از محمد اکبر صاحب محلہ قدیر آباد ملتان)

❖......حضرت حکیم فضل دین صاحب رضی اللہ عنہ کا نام آپ نے سنا ہوگا۔حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے ہم وطن اور بہت قریبی دوست تھے۔حضور علیہ السلام کے ساتھ تعلق میں بہت اخلاص رکھتے تھے۔ان کا ایک دلچسپ واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 24/جولائی 1925ء میں بیان کیا ہے۔آپ فرماتے ہیں:

”حکیم فضل دین صاحب جو ہمارے سلسلہ میں سابقون الاولون میں سے ہوئے ہیں۔ان کی دو بیویاں تھیں۔ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مہر شرعی حکم ہے اور ضرور عورتوں کو دینا چاہئے۔اس پر حکیم صاحب نے کہا میری بیبیوں نے مجھے معاف کر دیا ہوا ہے۔حضرت صاحبؑ نے فرمایا کیا آپ نے ان کے ہاتھ میں رکھ کر معاف کرایا تھا۔کہنے لگے نہیں۔حضور یونہی کہا تھا اور انہوں نے معاف کر دیا۔حضرت صاحب نے فرمایا۔پہلے آپ ان کی جھولی میں ڈالیں۔پھر ان سے معاف کرائیں (یہ بھی ادنیٰ درجہ ہے۔اصل بات یہی ہے کہ مال عورت کے پاس کم از کم ایک سال رہنا چاہیے۔اور پھر اس عرصہ کے بعد اگر وہ معاف کرے تو درست ہے) ان کی بیویوں کا مہر پانچ پانچ سو روپیہ تھا۔حکیم صاحب نے کہیں سے قرض لے کر پانچ پانچ سو روپیہ ان کو دے دیا اور کہنے لگے تمہیں یاد ہے تم نے اپنا مہر مجھے معاف کیا ہوا ہے۔سو اب مجھے یہ واپس دے دو۔اس پر انہوں نے کہا اس وقت ہمیں کیا معلوم تھا کہ آپ نے دے دینا ہے۔اس وجہ سے کہہ دیا تھا کہ معاف کیا۔اب ہم نہیں دیں گی۔حکیم صاحب نے آکر یہ واقعہ حضرت صاحب کو سنایا کہ میں نے اس خیال سے کہ روپیہ مجھے مل جائے گا ایک ہزار روپیہ قرض لے کر مہر دیا تھا مگر روپیہ لے کر انہوں نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔حضرت صاحب یہ سن کر بہت ہنسے اور فرمانے لگے درست بات یہی ہے کہ پہلے عورت کو مہر ادا کیا جائے اور کچھ عرصہ کے بعد اگر وہ معاف کرنا چاہے تو کر دے۔ ورنہ دیئے بغیر معاف کرانے کی صورت میں مفت کرم داشتن والی بات ہوتی ہے۔عورت سمجھتی ہے نہ انہوں نے مہر دیا اور نہ دیں گے۔چلو یہ کہتے جو ہیں معاف ہی کر دو مفت کا احسان ہی ہے نا۔تو جب عورت کو مہر مل جائے پھر اگر وہ خوشی سے دے تو درست ہے ورنہ دس لاکھ روپیہ بھی اگر اس کا مہر ہو مگر ان کو ملا نہیں۔ تو وہ دے دے گی کیونکہ وہ جانتی ہے کہ مَیں نے جیب سے نکال کے تو کچھ دینا نہیں صرف زبانی جمع خرچ ہے اس میں کیا حرج ہے۔“

(مطبوعہ الفضل قادیان مورخہ یکم اگست 1925ء)

❖......حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا سلسلہ کی ضروریات کے لئے اپنے اموال میں سے ہمیشہ ہی خرچ کرتی رہی ہیں اور سلسلہ کی تاریخ ایسے بہت سے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔اس سلسلے میں حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت تو بہت معروف ہے۔ابتدائی ایام کی بات ہے ایک بار جلسہ سالانہ کے ایام میں جب مہمان کثرت سے آئے ہوئے تھے۔ انتظامات کے لئے رقم نہ رہی۔ان دنوں ابھی تک چندہ جلسہ سالانہ شروع نہ ہوا تھا اور حضور تمام اخراجات اپنے پاس سے ہی کرتے تھے۔حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ: ”میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے آکر عرض کی کہ رات کو مہمانوں کے لئے کوئی سامان نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لے کر جو کفایت کر سکے فروخت کر کے سامان کر لیں۔“ چنانچہ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے زیورات فروخت یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ لے آئے اور مہمانوں کے لئے سامان بہم پہنچا دیا۔

(اصحابِ احمد جلد چہارم صفحہ 183)

❖......مئی 1900ء میں حضور علیہ السلام نے منارۃ المسیح کی تعمیر کے سلسلے میں ایک اشتہار شائع کیا جس میں منارۃ المسیح کی برکات اور ثمرات کے ذکر کے ساتھ ساتھ تعمیر کی غرض سے جماعت کے احباب سے دس ہزار روپے کی تحریک فرمائی۔اس موقعہ پر حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے اس غرض کے لئے ایک ہزار روپیہ پیش کیا اور اس کی ادائیگی کے لئے دہلی میں اپنے ملکیتی مکان کو فروخت کر دیا۔

(ملخص از سیرت حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 527)

❖......جماعتی کاموں کے لئے حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا ہر موقعہ پر نہایت انشراح کے ساتھ مالی قربانی پیش کرتی تھیں۔ایک دفعہ جب حضور علیہ السلام کو بعض اہم ضروریات کے لئے روپئے کی ضرورت آن پڑی تو حضور نے ارادہ فرمایا کہ بجائے چندہ کی تحریک کرنے کے ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کسی سے قرض حاصل کر لیا جائے۔جب یہ بات حضرت اماں جانؓ کے علم میں آئی تو آپ نے حضور کی خدمت میں یہ پیش کش کی کہ میرے پاس ایک ہزار روپیہ نقد موجود ہے اور میرے زیورات بھی ہیں حضور بجائے قرض لینے کے ان سے یہ ضروریات پوری کر لیں۔ حضور نے اس اصول کے تحت کہ بیوی کا ملکیتی مال اس کا اپنا ہوتا ہے اور اس پر تصرّف کا حق بھی صرف بیوی کو ہی حاصل ہے خاوند کو نہیں حضرت اماں جان سے یہ رقم بطور قرض حاصل کی اور اس کے عوض اپنا باغ با قاعدہ طور پر رہن رکھا اور اس رہن نامہ کی سرکاری رجسٹری کروائی اور اس طرح احباب جماعت کے سامنے یہ نمونہ پیش کیا کہ خاوند کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ بیوی کے حقوق کی بھی پوری طرح حفاظت کرے اور بیوی کے مال میں بے جا تصرّف نہ کرے۔

(ملخص از سیرت حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 528)

**(باقی آئندہ)**

❖❖❖❖❖❖❖

## ایبٹس لینگلی (Abbots Langley) میں امن کانفرنس کا کامیاب انعقاد

**(رپورٹ: لطف الاسلام - واٹفورڈ)**

ایبٹس لینگلی ایک قدیم قصبہ ہے۔سن 1018ء میں اس وقت کے بادشاہ نے یہ زمین Saint Albans کے کلیسا کو تحفہ میں دی۔انگریزی زبان میں چرچ کے پادری کو ایبٹ کہتے ہیں۔اس وجہ سے اس گاؤں کا نام ایبٹس لینگلی مشہور ہوگیا۔رومن کیتھولک فرقہ میں واحد انگریز پوپ ایڈرین چہارم (Adrian IV) اسی قصبہ میں پیدا ہوا۔آج بھی سینٹ لارنس نامی گرجا یہاں موجود ہے جس کی عمارت صدیوں پرانی ہے۔

جماعت احمدیہ واٹفورڈ چند سالوں سے مضافاتی قصبوں میں امن کانفرنس کا انعقاد کرتی رہتی ہے۔اسی سلسلہ میں اس قصبہ میں یہ دوسری امن کانفرنس تھی۔امسال نومبر کے مہینہ میں ریکارڈ توڑ سردی پڑی۔پھر بھی شدید سردی کے باوجود دس مہمان تشریف لائے۔

کانفرنس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے اور اس کے انگریزی ترجمہ سے ہوا۔اس کے بعد جماعت واٹفورڈ کے صدر مکرم رفیع الدین صاحب نے جماعت کا تعارف پیش کیا۔

مکرم فیض احمد زاہد صاحب ریجنل مبلغ نے ”صحیفوں کا تقدس“ کے موضوع پر اسلامی نقطہ نظر پیش کیا۔آپ نے قرآنی حوالہ جات اور سنت نبوی کے واقعات کی روشنی میں دوسرے مذاہب کے صحائف اور بانیان کے ادب واحترام کا اسلامی نقطہ نظر پیش کیا۔آپ نے حاضرین کو اسلام کی امن پسندی کا پیغام دیا۔مکرم زاہد صاحب نے یہ بھی بتایا کہ قرآن کریم کی بے حرمتی کا مذموم ارادہ عیسائیت کے عقائد کے بھی سراسر خلاف ہے۔اور اسی طرح مسلمانوں میں سے اگر کوئی دیگر مذاہب کے مقدس صحیفوں وغیرہ کی توہین کرے تو وہ بھی اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

اس کے بعد حاضرین کو سوال کرنے کا موقع دیا گیا۔ مہمانوں نے بہت اچھے طریقہ سے سوالات کئے جن کے جوابات دیئے گئے۔

ایک سوال کے جواب میں مکرم مربی صاحب نے بتایا کہ اخبارات اور ٹی وی وغیرہ پر متشدد مسلمانوں کی خبریں بہت شوق سے شائع کی جاتی ہیں اور شاذ ہی ایسا ہوتا ہے کہ مسلمانوں اور اسلام کے بارہ میں کوئی اچھی خبر عوام الناس کو سننے کے لئے ملے۔آپ نے مثال دیتے ہوئے بتایا کہ حال ہی میں جنگ عظیم اول و دوم میں کام آنے والوں کی یاد میں دن منایا گیا اس موقع پر ایک قسم کے یادگاری پھول (Poppy) کو علامتی طور پر یادگاروں پر چڑھایا جاتا ہے۔ انہی دنوں ایک انتہا پسند گروہ نے لندن کے ایک پارک میں کاغذی پھول کو نذر آتش کیا۔اگلے دن تمام اخبارات نے شہ سرخیوں کے ساتھ ”مسلمانوں نے شہداء کی بے حرمتی کی“ کے عنوانات لگائے اور بہت تبصرے کئے۔گو اسلامی نقطہ نظر سے یہ ایک قابل نفرت اور غلط حرکت تھی۔لیکن اسی دن جماعت احمدیہ کے کچھ نوجوانوں نے لندن شہر میں اسی دن کی یاد میں ہزاروں پاؤنڈ چندہ اکٹھا کر کے خیراتی اداروں کو تحفۃً دیا لیکن یہ خبر کسی اخبار نے نہیں چھاپی۔اس قسم کے امتیازی سلوک سے غلط فہمیاں بڑھتی ہیں اور فضا مکدر رہتی ہے۔اس کے علاوہ بھی بعض سوالات کئے گئے۔بہت سے مہمانوں نے ہمارے اسلامی نظریہ کو سراہا اور اس قسم کی کانفرنس کے انعقاد کو بھی سراہا۔

اختتامی دعا کے بعد چائے وغیرہ کے دوران بھی مہمانوں کے ساتھ گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔

خدام کی طرف سے ایک نمائش بھی لگائی گئی جس میں قرآن کریم کے تراجم اور دیگر کتب رکھی گئیں جو لوگوں نے پسند کیں اور تعریف کی نظر سے دیکھا اور جماعتی لٹریچر میں بھی دلچسپی ظاہر کی اور اس قسم کی تقریبات میں آنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

قارئین الفضل کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری تبلیغی مساعی میں برکت ڈالے اور آئندہ بھی ایسے پروگراموں کی توفیق دیتا چلا جائے تا کہ ہم ہر گھر میں اسلام کا پیغام پہنچاتے چلے جائیں۔

❖❖❖❖❖❖


خدا کے فضل اور رحم کیساتھ
1954 NASIR ناصر 2011
دنیائے طب کی خدمات کے 57 سال
ہمدردانہ مشورہ ★ کامیاب علاج
حکیم میاں محمد رفیع ناصر

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرضِ اٹھراء کا علاج اور اولادِ نرینہ کیلئے
مطب ناصر دواخانہ
گولبازار ربوہ - پاکستان
رابطہ برائے مشورہ (بروز اتوار)
+92-332-7051909, Fax: +92-47-6213966
3 بجے سے 4 بجے تک (لندن وقت کے مطابق)

بقیہ:خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 16

یعنی یہ نام نہاد علماء۔ جن کو خدا تعالیٰ رہنما بنائے اصل رہنما وہی ہوتے ہیں نہ کہ خود ساختہ رہنما ورنہ دنیا داری کی عقل تو ایسے جاہلانہ بیان دلواتی ہے جس سے فوراً پتہ چل جاتا ہے کہ اس میں خدائی رہنمائی کے نور کا کوئی بھی حصہ نہیں۔ گزشتہ دنوں ایک خبر نظر سے گزری۔ ایک بڑے سکالر کہلانے والے، ڈاکٹریٹ کی ڈگری بھی ہے ان کے پاس، بہر حال ڈاکٹر کہلاتے ہیں۔ پاکستان کے وفاقی وزیر بھی ہیں اور اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر بھی رہے ہیں۔ ان کے بارہ میں اخبار میں ایک خبر آئی۔ انہوں نے ایک بیان دیا کہ اگر صدر اوباما گراؤنڈ زیرو پر دو رکعت عید کی نماز پڑھ لے کیونکہ آج کل گراؤنڈ زیرو کی جو controversy ہے جو مسئلہ ہے بڑا چل رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر گراؤنڈ زیرو پر مسلمانوں کے ساتھ دو رکعت پڑھ لیں تو مسلم اُمّہ ان کو خلیفۃ المسلمین اور امیر المومنین تسلیم کر لے گی۔ جو بھی سوچ ہو اور جس سیاق وسباق کے ساتھ بھی انہوں نے یہ بیان دیا ہے ان کی عقل پر حیرت ہوتی ہے کہ ان مومنین کی فراست کا یہ حال ہے؟ ایسے مومنین پر ایسا ہی خلیفۃ المسلمین ہونا چاہئے۔ امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین کے لئے یہ کس قسم کے معیار انہوں نے بنا لئے ہیں اور کس قسم کے معیار رکھ کر یہ بنانا چاہتے ہیں۔ پس مسیح موعود کو نہ مان کر ان کی آنکھ بھی ہر معاملے کو دنیا کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اندھیروں کی کیا کیفیت ہو چکی ہے۔ اور کہتے یہ ہیں کہ ہمیں اب کسی مسیح و مہدی کی ضرورت نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ ان کی حالتوں پر رحم کرے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ پر فرماتے ہیں کہ:

’’اسلام نے بڑے بڑے مصائب کے دن گزارے ہیں۔ اب اس کا خزاں گزر چکا ہے اور اب اس کے واسطے موسم بہار ہے۔ اِنَّ مَعَ العُسْرِ یُسْرًا تنگی کے بعد فراخی آیا کرتی ہے مگر مُلّاں لوگ نہیں چاہتے کہ اسلام اب بھی سر سبزی اختیار کرے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 165 مطبوعہ ربوہ)

پس مسیح موعود کے آنے سے اسلام پر تنگی کا دور گزر گیا ہے۔ مسیح الزمان نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو روشن کر کے دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ تمام تر روکوں کے باوجود جو اپنوں اور غیروں کی طرف سے کھڑی کی جا رہی ہیں احمدیت کا قافلہ آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ مختلف مذاہب کے ماننے والے آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہو رہے ہیں۔ اور مسلمانوں میں سے بھی سعید فطرت امام الزمان کے ہاتھ پر جمع ہو کر اس اسلام کی تعلیم کو اپنا رہے ہیں جو فرقوں کی تفریق سے آزاد قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے اپنے اوپر لاگو کی تھی اور جو حقیقی اسلام کی تعلیم ہے۔ یہ احمدی مسلمان وہ نمونے دکھا رہے ہیں جن کے عملی نمونے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے ہمارے سامنے رکھے تھے جنہوں نے قربانیاں دیں اور جانوں کی قربانیاں دیں اور اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھا۔ جنہوں نے عبادتوں کے معیار قائم کرنے کی کوشش کی اور جان اور مال کو بھی خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے بے دریغ خرچ کیا۔ جنہوں نے خدا اور اس کے رسول کی خاطر قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

پس آج احمدی ہیں جو اس عملی نمونے کی تصویر ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا جھنڈا بلند کرنے کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے نہ صرف تیار ہیں بلکہ دے رہے ہیں۔ یہ نمونے ہمیں ہر اس مسلمان ملک میں نظر آتے ہیں جہاں احمدیت کے مخالفین احمدیت کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں اسلام کے نام پر زہر بھر رہے ہیں۔ یا بعض حکومتیں ہیں جو اپنے غلط مفادات کے حصول کے لئے ان غلط حرکات کرنے والوں کا ساتھ دے رہی ہیں۔ لیکن یہ سب تنگیاں احمدیوں کو ان قربانیوں کی یاد دلا دیتی ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے اور جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے دکھائی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں عُسر بھی تھا اور یُسر کی پیشگوئی بھی تھی اور اس پیشگوئی کو دنیا نے دیکھا بھی۔ مدینہ آ کر بھی یہ تنگی کا دور ختم نہیں ہو گیا۔ مخالفتوں اور فتنوں کا دور ختم نہیں ہو گیا۔ مسلمانوں پر جنگیں ٹھونسیں گئیں۔ دھوکے سے شہید کئے گئے۔ بیئر معونہ کا مشہور واقعہ ہے جب ستر صحابہ کو جو حفاظ تھے دھوکے سے ایک قبیلے نے شہید کیا۔ ایک واقعہ رجیع کے نام سے مشہور ہے اس میں بھی دس صحابہ کو دھوکے سے شہید کیا گیا اور روایات کے مطابق ان دونوں واقعات کی اطلاع ایک ہی وقت میں آنحضرت ﷺ کو ہوئی (شرح علامہ زرقانی علیٰ المواہب اللدنیۃ جلد 2 صفحہ 476 ’’بعث الرجیع‘‘۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء) جس سے آپ کو شدید غم پہنچا (شرح علامہ زرقانی علیٰ المواہب اللدنیۃ جلد 2 صفحہ 503 ’’بئر معونۃ‘‘۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء) اور روایات کے مطابق آپ تیس دن تک ان ظالموں کے خلاف صبح کی نماز کے قیام میں یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے میرے آقا! تُو ہماری حالت پر رحم فرما اور دشمنان اسلام کے ہاتھ کو روک جو تیرے دین کو مٹانے کے لئے اس بے رحمی اور سنگ دلی کے ساتھ بے گناہ مسلمانوں کا خون بہا رہے ہیں۔ (بحوالہ سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔ اے صفحہ 521)۔ تو تنگی اور آسانی کا دور ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ اگر مسلمانوں کے خون بہتے رہے تو نئے شامل ہونے والے اسلام میں مضبوطی پیدا کرتے رہے اور ہر تنگی کے بعد ایک بڑی کامیابی مسلمانوں کی تقدیر بنتی رہی۔ اب آنحضرت ﷺ کے غلام صادق اور عاشق صادق کی صورت میں آپ کی بعثت ثانی میں بھی یہی وعدے پورے ہونے ہیں اور آپ کی بعثت ثانی یہی وعدے لے کر آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر تنگی کے بعد کامیابی مقدر ہونے کا جو وعدہ دو مرتبہ فرمایا ہے وہ اس لئے ہے کہ جو نظارے دور اول والوں نے دیکھے تھے وہ آپ کی نشأۃ ثانیہ میں بھی ظاہر ہوں گے۔ نام نہاد مولوی چاہیں یا نہ چاہیں اسلام کی سرسبزی کا دور مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اور آپ کی جماعت کے ساتھ مقدر ہے۔ اگر دشمن کی طرف سے تنگیاں وارد کی جاتی ہیں تو کامیابیاں بھی پہلے سے بڑھ کر اپنی شان کے ساتھ ظاہر ہو رہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا۔ 1883ء میں ابھی آپ نے بیعت بھی نہیں لی تھی بلکہ دعویٰ بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا بَعْدَ الْعُسْرِ یُسْرًا یعنی تنگی تو ہے لیکن تھوڑی۔ اس کے بعد فراخی بھی ہے، کامیابیاں بھی مقدر ہیں۔ یہ تفسیری ترجمہ مَیں نے اس لئے کیا ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس طرف نشاندہی فرمائی ہے کہ عربی دانوں کے نزدیک اَلْعُسْر کہہ کر تنگی کو محدود کیا گیا ہے اور یُسر کو اس پابندی سے آزاد کر کے وسعت دی گئی ہے۔ یعنی تنگیاں تو ہیں، مشکلات میں سے گزرنا تو پڑے گا لیکن ہر مشکل، ہر تنگی بے شمار کامیابیوں کا مقدر بن کر آئے گی اور یہی الٰہی جماعتوں کا خاصہ ہے اور جس دین کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک اپنی شان وشوکت کے ساتھ قائم رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے اور تمام نشانیاں بھی ہم پوری ہوتے دیکھتے ہیں اور ترقی کے قدم بھی آگے بڑھ رہے ہیں تو پھر ہم کیوں نہ اس بات پر علیٰ وجہ البصیرت قائم ہوں کہ مخالفین اور علماء کی مخالفتیں ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتیں۔ افراد کی جانیں قربان کرنے سے قومیں تباہ نہیں ہوا کرتیں بلکہ جب جذبے اور جوش اور عزم کے ساتھ قربانی کرنے کے عہد کئے جائیں اور جانیں قربان کی جائیں تو وہ قوموں اور جماعت کی زندگیوں کو لمبا کرتی ہیں، ان کی طاقت کو مضبوط کرتی ہیں اور جب خدا تعالیٰ کے وعدے ان قربانیوں اور ان عزموں کو روشن تر کر کے ایمانوں کو مضبوط کر رہے ہوں تو پھر قربانیاں اور تنگیاں بالکل معمولی لگتی ہیں اور ترقیاں ایک نئی شان کے ساتھ نظر آتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا اور مختلف انداز میں مختلف موقعوں پر فرمایا ہے۔ دعویٰ سے بہت پہلے ہی خدا تعالیٰ نے آپ کو تسلیاں دی ہیں اور دیتا رہا کہ مَیں جس کام کے لئے تمہیں کھڑا کرنے والا ہوں وہ چاہے جیسا بھی مشکل کام ہو مَیں تمہارے ساتھ ہوں اور فتح اور غلبہ تم دیکھو گے۔ ایک موقعہ پر اس آیت کے الفاظ میں جیسا کہ آیت ہے الہاماً بھی آپ کو فرمایا کہ ’’اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُبِیْنًا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَ مَا تَأَخَّرَ‘‘ اس کی وضاحت میں براہین احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’ہم نے تجھ کو کھلی کھلی فتح عطا فرمائی ہے یعنی عطا فرمائیں گے اور درمیان میں جو بعض مکروہات اور شدائد ہیں وہ اس لئے ہیں تا خدائے تعالیٰ تیرے پہلے اور پچھلے گناہ معاف فرماوے۔ یعنی اگر خدائے تعالیٰ چاہتا تو قادر تھا کہ جو کام مدنظر ہے وہ بغیر پیش آنے کسی نوع کی تکلیف کے اپنے انجام کو پہنچ جاتا اور بآسانی فتح عظیم حاصل ہو جاتی لیکن تکالیف اس جہت سے ہیں کہ وہ تکالیف موجب ترقی مراتب و مغفرت خطایا ہوں۔‘‘ فرمایا: ’’آج اس موقعہ کے اثناء میں جبکہ یہ عاجز بغرض تصحیح کاپی کو دیکھ رہا تھا‘‘ (جب براہین احمدیہ لکھ رہے تھے تو) ’’بعالم کشف چند ورق ہاتھ میں دیئے گئے اور ان پر لکھا ہوا تھا کہ فتح کا نقارہ بجے۔ پھر ایک نے مسکرا کر ان ورقوں کی دوسری طرف ایک تصویر دکھلائی اور کہا کہ دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری۔ جب اس عاجز نے دیکھا تو وہ اس عاجز کی تصویر تھی اور سبز پوشاک تھی مگر نہایت رعبناک جیسے سپہ سالار اور مسلح فتح یاب ہوتے ہیں اور تصویر کے یمین و یسار میں‘‘ (یعنی کہ دائیں اور بائیں میں) ’’حجۃ اللہ القادر و سلطان احمد مختار لکھا تھا۔‘‘ (براہین احمدیہ چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 615 بقیہ حاشیہ نمبر 3)

پس ہمیں تو ان خوشخبریوں کی روشنی میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ مخالفین احمدیت کی طرف سے جو تنگیاں ہم پر وارد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے یا ظلموں کا نشانہ بنایا جاتا ہے اس سے جماعت احمدیہ کو کوئی نقصان پہنچ سکے گا۔ دشمنوں کے مکروں کا ناکام ہونا یا جو مقصد وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کا حاصل نہ ہونا یہ فتح کی نشانی ہے اور فتح کی طرف لے جانے والی نشانیوں کی رہنمائی کر رہی ہے۔ لیکن فتح کا نقارہ کیا ہے؟ وہ تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا ہے ایک عظیم الشان فتح ہو گی اور وہ جو دنیا کو نظر آئے گا، وہ بجے گا اور وہ ضرور بجے گا۔ دشمن جو وقتاً فوقتاً احمدیوں کو تکالیف پہنچاتے ہیں چاہے وہ مصر میں ہیں یا انڈونیشیا میں ہیں، ملیشیا میں ہیں یا سری لنکا میں ہیں، ہندوستان میں ہیں یا بنگلہ دیش میں یا پاکستان میں، ابھی گزشتہ دنوں بنگلہ دیش میں ہماری ایک چھوٹی سی جماعت جو ایک دور دراز کے قصبے میں ہے جس کا نام چاندتارا ہے وہاں کی مسجد کو وسیع کر رہے تھے تو مسجد کی تعمیر کے دوران بلوائیوں نے جن میں مولوی شامل تھے نہ صرف یہ کہ حملہ کر کے لوگوں کو زخمی کیا بلکہ مسجد بھی گرا دی۔ احمدیوں کے گھروں کو بھی نقصان پہنچایا۔ ان غریبوں کے سامانوں کو جلا دیا۔ مردوں کو شدید زخمی کیا جیسا کہ مَیں نے کہا۔ جب ہمارا وفد ڈھاکہ مرکز سے وہاں گیا تو جب عورتوں سے حال احوال پوچھا جا رہا تھا، عورتیں عموماً تو کمزور ہوتی ہیں لیکن ایک عورت نے ہنس کر کہا یہ چاہے جتنا بھی نقصان پہنچا لیں ہمارا ایمان نہیں چھین سکتے۔ اس عورت کو صدمہ تھا جس کی وجہ سے وہ روئی بھی کہ ہم ابھی مسجد کی تعمیر نہیں کر سکتے۔ ہمارے کام کچھ رک گئے ہیں۔ اور پاکستان کا جہاں تک سوال ہے وہاں تو ظلم و بربریت کی وہ داستانیں رقم ہو رہی ہیں کہ لگتا ہے ان لوگوں کا خدا تعالیٰ کی طاقتوں اور قدرتوں پر معمولی سا بھی ایمان نہیں۔ اگر ایمان ہوتا تو خدا تعالیٰ کے نام پر یہ ظلم روا نہ رکھتے۔ گزشتہ رمضان کی اگر شامل کریں تو رمضان سے اب تک ننانوے شہادتیں ہو چکی ہیں۔ اور چھیاسی شہادتیں تو ظالموں نے ایک دن میں کی ہیں۔ ان ظالموں کے خیال میں احمدی کا خون اتنا ارزاں ہے کہ جس کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے۔ اور ان کے خیال میں نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کو بھی اس خون کے بہنے کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ لیکن ان خون بہانے والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان ظالموں سے خون کے ہر ہر قطرے کا حساب لے گا اور ضرور لے گا۔ اور اس خون کے ہر قطرے کو قبول کر کے اس طرح نوازے گا اور نواز رہا ہے کہ جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے وعدے فَتْحًا مُّبِیْنًا کے ہر دم قریب تر لے جاتے چلے جا رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا جو تعارف لاہور کے واقعہ کے بعد دنیا میں ہوا ہے۔ تعارف تو شاید پہلے بھی تھا لیکن توجہ نہیں تھی، تو جو توجہ جماعت کی طرف ہوئی ہے وہ توجہ اور تعارف کروانے میں اگر ہم پہلے اپنے وسائل کے ذریعہ سے کرتے رہتے تو شاید کئی دہائیاں لگ جاتیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق ان شہداء نے نہ صرف شہادت کا رتبہ پا کر اگلے جہان میں ہمیشہ کی زندگی پا لی ہے بلکہ اس دنیا میں بھی اپنی جان کی قربانی دے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کا ذریعہ بن گئے ہیں۔ پیغام تو اللہ تعالیٰ نے پہنچانا ہے اور پہنچا رہا ہے اور پہنچائے گا لیکن ذرائع اللہ تعالیٰ بناتا ہے۔ تو ان شہداء کو بھی اس پیغام کو پہنچانے کا ایک بڑا تیز ذریعہ بنا دیا۔ پس خوش قسمت ہیں یہ قربانیاں کرنے والے۔ پاکستان میں آج کل درجنوں غیر از جماعت دوسرے مسلمان اور دوسرے مذاہب کے لوگ بھی دہشتگردوں کے ظلم کا نشانہ بن کر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور کئی معصوم جانیں ضائع ہو رہی ہیں، بچے یتیم ہو رہے ہیں، عورتیں بیوہ ہو رہی ہیں، بوڑھے ماں باپ اپنے جوان بچوں کے سہاروں سے محروم ہو رہے ہیں لیکن نہ ان مرنے والوں کو پتہ ہے کہ ہمیں کیوں مارا گیا ہے نہ ان کے لواحقین کو پتہ ہے کہ ہمارے پیاروں کو کیوں مارا گیا ہے اور کیوں مارا جا رہا ہے۔ لیکن ہر احمدی پاکستان میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر پھر رہا ہے اور جانتا ہے کہ اگر میری جان جائے گی تو ایک عظیم مقصد کے لئے جائے گی۔ اور شہداء کے لواحقین، بچے، بیوائیں، ماں باپ جانتے ہیں کہ ہمارے پیاروں نے جو قربانیاں دی ہیں وہ ایک عظیم مقصد کے لئے دی ہیں اور دے رہے ہیں۔ اور جہاں انہوں نے جان کے نذرانے دے کر اپنی زندگی ابدی کر لی وہاں پیچھے رہنے والوں کے بھی سر فخر سے اونچے کر دیئے ہیں۔ مجھے اس مضمون کے کئی خط آئے ہیں، آتے ہیں اور اکثر آ رہے ہیں کہ ہمیں تو علم ہی نہیں تھا کہ ہمارے پیارے ہم سے جدا ہونے والے ہمارے مقام کو بھی کتنا بڑھا گئے ہیں۔ اور یہ تو ذاتی فائدے ہیں لیکن جو جماعتی فائدے ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں اور ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ، جن میں احمدیوں کے ایمان کی مضبوطی بھی شامل ہے اس مضمون کے بھی کئی خط مجھے آتے ہیں کہ ان قربانیوں سے ہمارے خوف دور ہو گئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی خواہش پیدا ہو رہی ہے۔ پہلے جو سستیاں تھیں ان کو دور کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ اور پھر جیسا کہ میں نے کہا جماعتی تبلیغ کے میدان تو مزید کھلے ہی ہیں۔ پس گو ہمارے شہداء نے بہت

بڑی قربانی دی لیکن اس قربانی کے پیچھے جس عظیم انقلاب کی تاریں ہل رہی ہیں وہ آج کے دن ہمیں اس طرف متوجہ کررہی ہیں کہ حقیقی عید تو اس دن آئے گی جب ان قربانیوں کے صدقے لوگ اپنے اندر، دنیا اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرے گی۔ جب دنیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہوگی۔ یہ احمدیوں پر تنگ حالات بتا رہے ہیں کہ عُسر کی حالت ہے جس کے پیچھے مسیح محمدی سے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق جو یُسر کے حالات پیدا ہونے ہیں ان میں ان قربانیوں کے روشن باب رقم ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس عظیم الشان فتح کا نقارہ بجے گا جس کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا ہے۔ آئندہ جب احمدیت اور حقیقی اسلام کی فتح کی خوشی منائی جائے گی یا فتح کی خوشی میں عید منائی جائے گی تو شہدائے احمدیت کو تاریخ یادرکھے گی، ہمیشہ یادرکھے گی۔ دنیا کو بتایا جائے گا کہ آج جو تم فتح کی خوشیاں اور عید منا رہے ہو یہ ان قربانیوں کی مرہون منت ہیں جو شہداء نے اپنے خون بہا کردیں۔ پس دشمن سمجھتا ہے کہ احمدی کا خون ارزاں ہے۔ یہ خون تو ہر دن اپنی قیمت بڑھاتا چلا جارہا ہے۔ قرونِ اولیٰ کے شہداء کی قربانیوں کو تاریخ نے آج تک نہیں بھلایا تو ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنے والوں کی قربانیوں کو بھی تاریخ کبھی نہیں بھلائے گی۔ پس شہیدوں کے بیوی بچے، ماں باپ، بھائی بہن بلکہ ہم سب کو اس بات پر اپنے پیارے شہداء کا شکر گزار ہوتے ہوئے عید منانی چاہئے کہ انہوں نے زمانے کے امام کی فکروں کو دور کرتے ہوئے جہاں اپنے خون سے جماعت کی تاریخ رقم کی ہے وہاں ہمیں عید منانے کے نئے اسلوب بھی سکھا گئے ہیں۔

چند سالوں سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ جہاں نفس کی پاکیزگی کی خاطر ہم رمضان میں جائز چیزوں کی قربانی دیتے ہیں جس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہم عید مناتے ہیں وہاں ہم میں سے ایسے بھی ہیں جو رمضان میں اپنی جانوں کی قربانیاں دے کر جنتوں کی بشارت پا کر حقیقی عید منانے والے بن گئے ہیں۔ اور اس مقام کو پا گئے ہیں جو خدا تعالیٰ کی رضا کا مقام ہے۔ گو پیچھے رہنے والوں کے لئے یہ بڑی تکلیف دہ صورتحال ہے۔ اپنوں کا غم تو بھلایا ہی نہیں جاسکتا اور جب کوئی ظاہری خوشی کا موقعہ آئے، جب عیدیں آئیں تو یہ جدائی کا غم زیادہ ابھر کر سامنے آتا ہے۔ اور اس سال تو جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ پچھلے رمضان سے اب تک 97 شہادتیں ہوئی ہیں۔ کئی بیوائیں ہیں جو اپنی عدت کا عرصہ پورا کررہی ہیں۔ اور عید کے باوجود ایک غم کی کیفیت میں ہیں۔ کئی بچے ہیں جو اس سال عید پر اپنے باپوں کی شفقت سے محروم ہیں۔ کئی مائیں ہیں جو اپنے جگر گوشوں کو سینے سے لگا کر عید مبارک دیا کرتی تھیں۔ لیکن اس سال ان کے مزاروں پر دعا کر کے اپنے دل کی ٹھنڈک کا سامان پیدا کریں گی۔ کئی باپ ہیں جو اپنے شہید بیٹوں کے سہارے عید پڑھنے جایا کرتے تھے اب کسی اور کے سہارے ان کی قبروں پر دعا کے لئے جارہے ہوں گے۔ یہ ایسی صورت ہے جو خونی رشتوں کو بلکہ قریبی دوستوں کو بھی آج بے چین کررہی ہے اور بے چین کررہی ہوگی۔ اور عید کی خوشی کی بجائے غم کی حالت پیدا کررہی ہوگی۔ لیکن اگر ہم سوچیں تو رمضان میں اور عید کے دن دنیا میں کتنی ہی موتیں واقعہ ہو جاتی ہیں اور صبر کرنا پڑتا ہے۔ ان شہداء کی موت تو جماعت کو زندگی بخشنے کے لئے ہوئی ہے۔ ان شہداء نے تو اپنی جان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام جو آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق تھے ان سے اپنی وفا کے عہد نبھاتے ہوئے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے دی ہے۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آج عید نہ منائیں۔ جب ہم عید منائیں گے اور اس عید کے دن دل کے غموں کو خدا تعالیٰ کے حضور پیش کریں گے تو یہ دعائیں جہاں ان شہداء کے درجات مزید بلند کرنے کا باعث ہوں گی وہاں ہمارے لئے بھی تسکین کے سامان پیدا کریں گی۔ عُسر کا عارضی دور یُسر کے وسیع دور میں تبدیل ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے عید کے متعلق تمام الہامات ہمیں عید کی خوشیوں کی خبر دیتے ہیں۔ اس لئے یہ تو سوال نہیں پیدا ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے جو ظاہری عیدوں کے سامان فرمائے ہیں وہ ہم نہ منائیں اور ان خوشیوں میں شامل نہ ہوں جو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کے امام کے ساتھ وابستہ فرمائی ہیں۔ آپ کا ایک الہام ہے ''آمدن عید مبارک بادت۔ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔'' (تذکرہ صفحہ 626 ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ) پہلے فارسی حصے کا مطلب یہ ہے کہ عید کا آنا تیرے لئے مبارک ہو۔ پس عید کا آنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مبارک ہے اور پھر آپ کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے لئے اور پھر امت مسلمہ کے لئے بھی مبارک ہوسکتا ہے اور ہے۔ امت مسلمہ کے لئے بھی حقیقی عید تبھی ہوگی جب وہ آپ علیہ السلام کو مان لیں ورنہ اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے اور اس کی وضاحت ایک جگہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی ہے اور وہ بڑی دل کو لگتی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے عید کے سامان تو پیدا فرما دیئے، یُسر کے ساتھ جو کامیابیاں مقدر کی ہیں ان کے سامان تو ہو گئے۔ اب جو ماننے والے ہیں ان کے لئے تو یہ عید مبارک ہے جو نہیں مانتے وہ محروم ہیں۔ اور پھر عید کے ساتھ فتح کی نوید سناتے ہوئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَلْعِيْدُ الْآخَرُ تَنَالُ مِنْهُ فَتْحًا عَظِيْمًا (تذکرہ صفحہ 586 ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ) یعنی ایک اور عید ہے جس میں تُو ایک بڑی فتح پائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فتوحات کی خوشخبریاں دے رہا ہے اور خوشخبریاں بھی عید کے ساتھ اور عید کے حوالے سے دے رہا ہے تو پھر ہم کیوں نہ اپنے غموں کو بھول کر زمانے کے امام کے ساتھ عظیم تر خوشیوں میں شامل ہوں۔ ہمارے اس غم کی حالت میں خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر نکلے ہوئے آنسو ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حضور تو بہتے ہیں لیکن دشمن پر اپنی کمزوری ظاہر نہیں کرتے۔ کوئی شکوہ اور شکایت نہیں کرتے۔ یقیناً یہ آنسو ہمیں فتوحات کے قریب تر کرنے کا باعث بنائیں گے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ پاکستان میں احمدیوں پر زندگی تنگ سے تنگ تر کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اور جو ظلم ان پر ہورہا ہے اور جس بہادری اور ثابت قدمی سے وہ اس کا مقابلہ کررہے ہیں یقیناً تمام دنیا کے احمدیوں کو چاہئے اور یہ ان کا فرض ہے کہ ان کے لئے دعائیں کریں۔ تمام تر خوفوں کو سامنے دیکھنے کے باوجود جس جرأت سے وہ لوگ عید منا رہے ہیں اصل عید تو انہی کی ہے۔ شاید باہر کی دنیا کے ہر احمدی کو پتہ نہ ہو کہ دشمن کے جو خوفناک منصوبے ہیں اس کی ایک تازہ مثال مردان کی مسجد میں خودکش حملہ کر کے بڑی تباہی لانے کی کوشش تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور اس کو ہم نے یہاں دیکھ لیا کہ یہ لوگ کس طرح کی کوشش کررہے ہیں۔ ان لوگوں کا مسجدوں میں آنا یقیناً ایک جرأت مندانہ کام ہے۔ اور جان کی قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہنے کے عہد کی یہ ایک عملی شکل ہے۔ بہر حال مرد تو مسجد میں آتے ہیں لیکن عورتوں، بچوں کو اس خطرے کے پیش نظر مسجد میں آنے اور ایک جگہ جمع ہونے سے آج کل روکا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے مجھے بعض عورتوں کے بے چینی کے اظہار کے خط بھی آتے ہیں۔ یہ شاید پہلا موقع ہے جب پاکستان میں عورتوں، بچوں کو عید پڑھنے کے لئے ایک جگہ جمع ہونے سے کلیۃً منع کردیا گیا ہے۔ دشمن کے ظالمانہ منصوبوں کی وجہ سے یہ قدم اٹھانا پڑا اور جس کی وجہ سے میں نے کہا کہ بچوں اور عورتوں میں شدید بے چینی بھی پائی جاتی ہے۔ پس ان عورتوں اور بچوں کو میں کہتا ہوں کہ اگر دشمنوں کے ان منصوبوں کی وجہ سے تمہیں مسجد میں آنے سے روکا گیا ہے اور عید گاہ میں جا کر عید پڑھنے سے روکا گیا ہے تو تمہاری جانوں کی حفاظت کی خاطر منع کیا گیا ہے کیونکہ ظاہری اسباب اور احتیاطی تقاضے پورے کرنا بھی عقلاً اور شرعاً ضروری ہیں۔ اگر آپ لوگ مسجدوں اور عید گاہوں میں عید نہیں منا سکتے تو اپنے گھروں کو آہ و بکا اور گریہ وزاری سے تو بھر سکتے ہیں۔ پس اپنے گھروں کو آہ و بکا اور گریہ وزاری سے اس قدر بھر دیں کہ خدا تعالیٰ خود آپ کے دلوں کو تسلیاں دے کر کہے کہ میری بندیو! میرے بچو! اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا یقیناً سچا ہے۔ پس یہ یُسر آئے گا اور یقیناً آئے گا اور تمہاری تنگی اور گھٹاؤ کے دن یقیناً فراخی اور کامیابی میں بدل کر مسیح موعود کے ساتھ کئے گئے وعدوں کو سچا کر دکھائیں گے۔ پس تم اپنے خدا کے حضور جھکنے اور گڑگڑانے سے کبھی نہ تھکو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام یہ ہے کہ ''لڑکے کہتے ہیں عید کل تو نہیں پر پرسوں ہے۔''

(تذکرہ صفحہ 161 ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ)

پس ہمیں دعا کرتے رہنا چاہئے کہ وہ حقیقی عید جس نے کل نہیں تو پرسوں تو آنا ہی آنا ہے وہ ہماری زندگیوں میں آجائے۔ ہماری کسی کمزوری کی وجہ سے وہ وعدے آگے نہ ٹل جائیں۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو غلبہ عطا فرمانا ہے۔ جو فتح مبین ہوگی، کب ہوگی؟ یہ وہ بہتر جانتا ہے۔

جرمنی جلسے پر ایک سیشن میں میرا جرمنوں سے بھی خطاب تھا۔ جرمن غیر از جماعت، غیر مسلم جرمن آئے ہوئے تھے تو مَیں نے انہیں کہا کہ تم میری بات کو ایک دیوانے کی بڑ سمجھو گے لیکن ہم اس یقین پر قائم ہیں کہ جو نظام اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعہ سے قائم فرمایا ہے، اسی نے اب دنیا میں رائج ہونا ہے اور کوئی نہیں جو اس تقدیر کو بدل سکے۔ لیکن پیار اور محبت سے، نہ حکومتوں پر قبضہ کر کے، نہ دہشت گردی کر کے، نہ معصوموں کو قتل کر کے، نہ کسی کی اقتصادیات پر قبضہ کر کے، نہ کسی کی زمین پر قبضہ کر کے، نہ سیاسی جوڑ توڑ کر کے۔ غرض کہ خالص ہو کر دنیا میں خدا تعالیٰ کی حکومت قائم کرنی ہے۔ یہی ہمارا مقصود ہے اور یہ بڑ نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرے گا اور جب دنیا میں خدا تعالیٰ کی حکومت قائم ہوگی تو وہی دن ہمارے لئے حقیقی عید کا دن ہو گا۔ احمدی اگر شہید ہورہے ہیں، قربانیاں دے رہے ہیں، اپنے گھر بار چھوڑ کر گھر سے بے گھر ہورہے ہیں تو اس عید کے استقبال کے لئے جو جماعت احمدیہ کا مقدر ہے۔ جماعت احمدیہ پر یہ راتیں جو بظاہر نظر آرہی ہیں یہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قدر کی راتیں ہیں جو عید کی خوشیوں سے پہلے ہر رمضان میں بھی آتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوؤں اور فرستادوں کے زمانے میں بھی آتی ہیں۔ جس کی تفصیل میں اپنے خطبے میں بھی بیان کر چکا ہوں۔ یہی راتیں ہیں جو قبولیت کا درجہ پا کر انقلاب پیدا کر دیتی ہیں۔ اور ان کے بعد ایک عید نہیں بلکہ عیدوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ پس کیا ہوا اگر آج پاکستان میں یا بعض اور جگہوں پر جماعت عُسر کے دور سے گزر رہی ہے۔ جس دور سے یہ گزر رہی ہے یہ عُسر تو ہمیں یُسر اور فتوحات کے راستوں کی نشان دہی کررہا ہے۔ پس اس سوچ کو سامنے رکھتے ہوئے صبر اور دعا سے اللہ تعالیٰ کی مدد، اس کی نصرت، اس کا لقا مانگتے چلے جانا ہمارا کام ہے۔ ہمارے پیاروں نے جو قربانیاں دی ہیں اور جن کی وجہ سے بظاہر گھروں میں ایک صدمے کی کیفیت ہے۔ اسی طرح عورتوں اور بچوں کو عید کی خوشیوں میں شامل نہ ہونے کا جو غم ہے اس صدمے اور غم کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنا لیں۔ یہ دعا کریں کہ ہمارا صبر اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو کر خدا تعالیٰ کی نظر میں قابل قدر بن جائے۔ پھر دنیا دیکھے گی کہ قربانیوں اور شہیدوں کے خون کے رنگ لانے کا کیا مطلب ہے۔ آئیں آج ہم یہ دعا کریں کہ ہمارے صبر اور ہمارے حوصلے اللہ تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے والے بن جائیں۔ اس کے فضلوں کی بارش کے پہلے سے بڑھ کر برسنے کا باعث بن جائیں اور خدا تعالیٰ ہمیں حقیقی عید کی خوشیاں، جو خدا تعالیٰ کی نظر میں حقیقی عید ہے، عطا فرمائے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ سب کو آج عید کی مناسبت سے عید مبارک بھی دیتا ہوں۔ آپ جو میرے سامنے بیٹھے ہیں آپ کو بھی اور دنیائے احمدیت میں جہاں جہاں بھی جو احمدی خطبہ سن رہے ہیں یا نہیں بھی سن رہے سب کو بہت بہت عید مبارک ہو۔ اب ہم دعا کریں گے اور دعا میں شہدائے احمدیت کے درجات کی بلندی، ان کے پسماندگان کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی نیک تمنائیں پوری فرمائے۔ حفاظت میں رکھے۔ پاکستان میں رہنے والے ہر احمدی کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ ان کے غم کو خوشیوں میں بدل دے۔ اسیرانِ راہ مولیٰ ہیں ان کی رہائی کے اللہ تعالیٰ سامان پیدا فرمائے۔ مالی قربانیاں کرنے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہاء برکت ڈالے۔ پاکستان میں آج کل افراد جماعت جو جماعت کی حفاظت کے لئے، جو جماعتی عمارات کی حفاظت کے لئے قربانی کررہے ہیں ان کے جان و مال کی حفاظت کے لئے بھی دعا کریں۔ پاکستان کے احمدیوں کے لئے خاص طور پر جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے اور دنیا کے احمدیوں کے لئے عموماً بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے اور اپنے لئے سب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا خالص عبد بنا لے۔

(خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کرائی۔ اس کے بعد فرمایا)

ایک اعلان مَیں معذرت کے ساتھ یہ بھی کرنا چاہتا ہوں بلکہ معذرت کرنا چاہتا ہوں کہ عموماً اس عید پر میں ہر ایک سے مصافحہ کرتا ہوں۔ لیکن گزشتہ چار پانچ دن سے میری بازو میں بڑی شدید درد شروع ہوئی ہے۔ اور ڈاکٹر کا مشورہ بھی یہی ہے کہ مصافحہ نہ ہی کیا جائے تو اچھا ہے۔ بڑی strong pain killer کھا کر ابھی تک میں گزارا کررہا ہوں۔ اللہ کے فضل سے کام میں تو کوئی حرج نہیں آیا لیکن بہرحال میرا خیال ہے چار پانچ ہزار آدمیوں سے جب مصافحہ ہوگا تو کچھ نہ کچھ تکلیف شاید بڑھ جائے۔ اس لئے احتیاطاً بلکہ جو مجھے احساس ہے اس کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں اور ڈاکٹر کا بھی یہ مشورہ ہے کہ نہ کیا جائے تو یہ معذرت ہے۔ تاہم بہرحال تمام ہالوں میں جا کر میں سب کو عید مبارک ضرور کہوں گا۔ آپ سب کو عید مبارک ہو۔ جو جہاں بیٹھے ہوئے ہیں بیٹھے رہیں اور آپ لوگوں نے میرا خیال ہے کہ بیٹھنے کی مرضی سے یا کسی انتظامی معاملے کی وجہ سے بیٹھنا ہو تو بیٹھیں ویسے ضرورت نہیں ہے۔ اللہ سب کا حافظ ہو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

## ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ

پندرہ روزہ ’’المصلح‘‘ کراچی جلد 19 شمارہ 17 میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے نہایت پُرمعارف ارشادات شامل اشاعت ہیں جن میں سے چند ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں:

☆ آٹھویں صدی ہجری میں ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ہند میں آیا تو مسلمانوں میں السلام علیکم کا رواج نہیں تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اب تباہ ہوجائیں گے کیونکہ ان میں سلامتی کی دعا نہیں رہی۔ ہند میں یہ رواج بہت ہی کم ہے۔ رامپور کی طرف میں نے دیکھا ہے یوں ہوتا ہے کہ ایک کہتا ہے خان صاحب دوسرا کہتا ہے میاں صاحب۔ بس سلام ہوگیا۔ گھروں میں تو بالکل ہی السلام علیکم نہیں کہتے۔ حتیٰ کہ میاں بی بی کو اور بی بی میاں کو نہیں کہتی۔ حالانکہ سورہ نور میں صریحاً لکھا ہے...... یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے اکثر گھر دکھ اور مصیبت کے گھر بن گئے ہیں۔

☆ میں نے دنیا میں بہت حالات دیکھے ہیں۔ غریبی، امیری، امیر ہونا، غریب ہونا اور غریب ہوکر امیر ہونا دیکھا۔ سوا روپے ماہوار کی آمدن بھی دیکھی اور ہزار ہا روپیہ کی۔ دونوں حالات میں خدا کے فضل سے یکساں خوشحال رہا ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ دنیا کوئی بڑی چیز نہیں۔ پس بڑے ہی احمق ہیں وہ لوگ جو دنیا کے لئے دین کو برباد کرتے ہیں اور موت اور خدا کو بھلا دیتے ہیں۔ انسان اولاد کے لئے یہ دنیا جمع کرتا ہے لیکن اگر اولاد نالائق ہے تو اس کے لئے جمع کرنے کا کچھ فائدہ نہیں اور اگر نالائق نہیں ہے تب بھی نہیں۔

☆ میں اپنے پیشہ طبابت میں دیکھتا ہوں ایک شخص آتا ہے کہ آپ کی دوا نے بہت فائدہ پہنچایا۔ معاً دوسرا آکے کہتا ہے بہت ہی نقصان پہنچایا۔ پس میں نہ پہلی بات پر خوش ہوتا ہوں نہ دوسری پر غمناک۔ بلکہ میں یہی سمجھتا ہوں کہ میرا کام ہمدردی ہے۔ دوائیں خدا کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ پس میں اُن کو دیتا ہوں۔ جس کے لئے وہ چاہتا ہے نافع بنا دیتا ہے اور جس کے لئے وہ چاہتا ہے مضر۔ ایک خطرناک قریب المرگ مریض دو دن میں اچھا کردیتا ہے اور ایک معمولی مریض ایک دو دن میں خلافِ اُمید ماردیتا ہے اور میں الگ رہتا ہوں۔ اس نکتہ نے مجھے روحانی طبابت میں بھی حوصلہ اور صبر دیا ہے۔ میں نے ...... اُن چند بیماریوں کے متعلق جو تم لوگوں میں دیکھیں خصوصیت سے وعظ کیا۔ اب جن کو خدا نے فائدہ پہنچانا تھا اُن کو پہنچا دیا، جن کو نہیں پہنچانا تھا یعنی جنہوں نے فضل الٰہی کے جذب کے لئے اپنے آپ کو تیار نہیں کیا اور بدپرہیزی نہیں چھوڑی، نسخہ استعمال نہیں کیا اُن کو فائدہ نہیں ہوا۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت میں یہ سوچا گیا کہ اگر قیروان کے جنگل کے موقع پر اسلامی کیمپ لگ جائے اور وہاں فوج کی رہائش ہو تو وہاں سے شمالی وجنوبی افریقہ اور صحرائے اعظم سب پر قبضہ رہ سکتا ہے۔ اس جنگل میں دلدل تھی اور جنگل سانپوں اور درندوں سے پُر تھا۔ اس لئے بعض صحابہ کو اس جنگل کا انسانی آبادی کے قابل بنانا بہت مشکل معلوم ہوا۔ ایک صحابی گھوڑے پر سوار ہوکر اس جنگل میں گھس گئے۔ گھوڑا دوڑاتے جاتے اور بلند آواز سے کہتے جاتے کہ اس جنگل میں محمد ﷺ کے صحابی آباد ہونا چاہتے ہیں، سانپو، درندو تم سب یہاں سے نکل جاؤ۔ آج کل تو کوئی ایسا کرے تو اُسے مجنون کہا جائے مگر اس وقت کے متعلق مؤرخ لکھتا ہے کہ اس آواز پر سب موذی جانور جنگل سے نکل گئے، درخت کاٹے گئے اور چھاؤنی قائم کردی گئی۔

☆ میں نے ایک دفعہ خواب میں حضرت علیؓ کو دیکھا اُن سے عرض کیا کہ فضیلت کے جھگڑے نے اسلام کو جو صدمے پہنچائے ہیں وہ کم نہیں۔ اصل معاملہ کیا ہے؟ فرمانے لگے: ہر شخص کا جناب الٰہی سے دلی تعلق قائم ہوتا ہے اسی لحاظ سے فضیلت ہوتی ہے۔ مگر یہ تعلق ایک ایسا مخفی راز ہے کہ سوائے اُس ذات باری تعالیٰ کے اَور کسی کو معلوم نہیں پس اس امر کی نسبت بحث ہی فضول ہے۔

## حضرت چودھری ظفراللہ خانصاحبؓ کا مراکش کی آزادی میں کردار

پندرہ روزہ ’’المصلح‘‘ کراچی جلد 19 شمارہ 17 میں ’’تاریخ کا ایک ورق‘‘ کالم میں جناب اشتیاق بیگ رقمطراز ہیں کہ مراکش پر جس وقت فرانس کا تسلّط تھا اور فرانسیسی اسے اپنی ایک نوآبادیاتی حصہ سمجھتے تھے۔ مراکش کے موجودہ بادشاہ کے دادا مرحوم محمد کی قیادت میں مراکش نے فرانس سے آزادی کی تحریک جاری کی تھی۔ 1952ء میں اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کے ایک اجلاس کے موقع پر بادشاہ محمد کی طرف سے بھیجے گئے آزادی کے اہم لیڈر احمد عبدالسلام بلفرج سیکورٹی کونسل میں مراکش کی آزادی کے لئے بولنے کے لئے کھڑے ہوئے تو فرانسیسی نمائندہ نے انہیں یہ کہہ کر منع کر دیا کہ مراکش پر فرانس کا تسلط ہے، اس لئے عبدالسلام بلفرج کو اس پلیٹ فارم پر بولنے کی اجازت نہیں۔ سیکورٹی کونسل کے اس اجلاس میں پاکستان کے پہلے وزیرِ خارجہ سر ظفراللہ خان نے جب ایک مسلم ملک کے ساتھ فرانس کا یہ رویہ دیکھا تو انہوں نے احمد عبدالسلام بلفرج کو فوری طور پر نیویارک میں واقع پاکستانی سفارتخانہ سے پاکستانی پاسپورٹ جاری کروادیا اور انہیں پاکستانی شہری کے طور پر پاکستان کی چیئر سے اپنا کیس پیش کرنے کا موقع فراہم کیا۔ اس کے بعد مراکش کی آزادی کی تحریک نے زور پکڑا۔ 28/اگست 1953ء کو بادشاہ محمد نے مڈغاسکر میں جلاوطنی اختیار کرلی اور وہاں سے تحریک کو جاری رکھا۔ پھر 16/نومبر 1955ء میں مراکش واپس آئے۔

اس تحریک کے نتیجہ میں مراکش کو 19/نومبر 1956ء کو فرانس کے تسلّط سے آزادی حاصل ہوئی۔ بادشاہ محمد نے احمد عبدالسلام بلفرج کو مراکش کا پہلا وزیراعظم نامزد کیا۔ مراکش کے شہر رباط میں پاکستانی سفارتخانہ بھی احمد عبدالسلام بلفرج کے نام سے منسوب شاہراہ پر واقع ہے۔ گزشتہ سال مراکش میں متعین پاکستان کے سفیر رضوان الحق نے 51 سال پرانے اُس پاکستانی پاسپورٹ کی فوٹوکاپی احمد عبدالسلام بلفرج کو پیش کی جسے دیکھ کر وہ ششدر رہ گئے اور انہوں نے پاسپورٹ کی یہ کاپی اپنے دفتر میں آویزاں کی۔ وہ دفتر آنے والوں کو بڑے فخر سے بتاتے ہیں کہ مراکش کی آزادی کی مہم کے دوران پاکستانی پاسپورٹ نے میری مدد کی۔ وہ مراکشی تحریک آزادی کے لئے پاکستان کی کاوشوں کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور پاکستانیوں سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔

## ماہنامہ ’’النور‘‘ ناروے کا خلافت نمبر

ماہنامہ ’’النور‘‘ ناروے کا دسمبر 2009ء کا شمارہ خلافت صدسالہ جوبلی کے حوالہ سے خصوصی اشاعت ہے۔ A4 سائز کے 140 صفحات پر مشتمل یہ رنگین دستاویز بنیادی طور پر جماعت احمدیہ ناروے کے مختلف شعبہ جات اور ذیلی تنظیموں کے زیراہتمام صدسالہ خلافت جوبلی کے سال میں ہونے والی تمام تقاریب اور عمومی کارگزاری کا مکمل احاطہ کرتا ہے۔ تمام رپورٹس کے ساتھ تصاویر بھی شامل اشاعت ہیں۔

اس خصوصی شمارہ میں سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پُرشوکت پیغام کے علاوہ ناروے کے وزیراعظم کا پیغام بھی شامل ہے۔

## Svalbard میں دعوت الی اللہ

ماہنامہ ’’النور‘‘ ناروے دسمبر 2009ء میں مکرم چودھری شاہد محمود کاہلوں صاحب کے قلم سے ایک تبلیغی سفر کی سرگزشت بیان ہوئی ہے۔ یہ سفر Svalbard کے علاقہ کا تھا جو ناروے کی ملکیت شمار ہوتا ہے۔ 63 ہزار مربع کلومیٹر پر پھیلا ہوا یہ علاقہ دس جزائر پر مشتمل ہے جو برف پوش پہاڑوں سے اٹا پڑا ہے۔ ان میں سب سے بڑا جزیرہ Longyearbyen ہے جس کی آبادی 2175 نفوس پر مشتمل ہے۔ آبادی کے لحاظ سے دوسرا بڑا جزیرہ Barentsoya ہے جس کی آبادی پانچ سو روسی کان کنوں پر مشتمل ہے۔ یہاں کوئلے کی قریباً چار سو کانیں ہیں۔ دیگر معدنیات بھی وافر ملتی ہیں۔ باقی جزیروں پر آبادی بہت کم ہے۔ مثلاً ایک جزیرے پر صرف آٹھ افراد ہیں جو تحقیقی کام میں مصروف ہیں۔ ایک اَور جزیرے پر چار افراد پر مشتمل ایک ڈینش فیملی آباد ہے۔ جبکہ ایک جزیرے پر گزشتہ تیس سال سے صرف ایک شخص مقیم ہے۔ ان تمام افراد کو سال میں ایک بار بحری جہاز کے ذریعے اشیائے خورونوش پہنچائی جاتی ہیں اور کسی مشکل صورتحال سے نمٹنے کے لئے اُن کے ساتھ وائرلیس رابطہ رکھا جاتا ہے۔ Svalbard کے گورنر سال میں ایک بار ہیلی کاپٹر کے ذریعہ اپنی رعایا سے ملاقات کرتے ہیں۔

1920ء تک Svalbard کا علاقہ کئی ممالک کا مشترکہ علاقہ شمار کیا جاتا تھا اور یہاں کوئی قانون لاگو نہیں ہوتا تھا۔ جب یہاں سے کوئلہ نکالنے کا کام شروع کیا گیا تو یہاں قانون لاگو کرنے کے لئے اس علاقہ کو بعض شرائط کے ساتھ ناروے کے سپرد کردیا گیا۔

یہاں برفانی ریچھ کثرت سے پائے جاتے ہیں جنہیں دیکھنے کے لئے سیاحوں کی بڑی تعداد (قریباً تین لاکھ) یہاں آتی ہے۔ چونکہ کاریں بہت کم ہیں اس لئے سڑکوں کے ساتھ ٹریفک کو کنٹرول کرنے والی علامات کی جگہ یہ انتباہ درج نظر آتا ہے کہ برفانی ریچھ سے محتاط رہیں اور کار سے باہر نکلتے وقت گن اپنے پاس رکھیں۔ یہ گن کرایہ پر حاصل کی جاسکتی ہے۔

قطب شمالی کے قریب ہونے کی وجہ سے یہاں گرمیوں میں طویل دن اور سردیوں میں طویل راتیں آتی ہیں۔ بہت سے سیاح گرمیوں میں آدھی رات کا سورج اور سردیوں میں نادرن لائٹس کا نظارہ کرنے آتے ہیں۔ یہ لائٹس سورج کی کرنوں اور قطب شمالی پر موجود برقی مقناطیسیت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

Svalbard میں پہلی بار دعوت الی اللہ کرنے کی خاطر ہم نے یکم جون 2008ء کو یہاں کا سفر کیا۔ مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب امیر جماعت ناروے، مکرم چودھری مقصود احمد ورک صاحب اور خاکسار اوسلو سے اڑھائی گھنٹے کی پرواز کے ذریعے یہاں پہنچے اور یہاں کے میئر، لائبریرین، چرچ کے پادری اور اوسلو یونیورسٹی میں جیالوجی کے سربراہ سے ملاقات کی۔ لائبریری میں نمائش کا اہتمام کیا اور ایک سیمینار کیا جس میں میئر بھی شامل ہوئے۔ بعدازاں میئر نے ہمیں اپنی کار پر دونوں بڑے جزائر کی سیر کروائی اور ریڈار سٹیشن، کوئلے سے پتھر الگ کرنے کی مشین، ابتدائی کان کنی کا طریقہ اور جیالوجیکل میوزیم وغیرہ دکھائے۔ روسی کان کنوں کو بھی اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی اور 6/جون کو ہماری واپسی ہوئی۔

## رسالہ ’’الھدیٰ‘‘ کا خلافت جوبلی نمبر

جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے رسالہ ’’الھدیٰ‘‘ کا ضخیم ’’صدسالہ خلافت جوبلی نمبر‘‘ A4 سائز کے 216 صفحات پر مشتمل ہے جن میں سے 194 انگریزی حصہ میں اور باقی اردو حصہ میں شامل ہیں۔

رسالہ میں حضور انور ایدہ اللہ کا خلافت جوبلی پیغام نیز وزیراعظم آسٹریلیا اور دیگر اہم قومی راہنماؤں کے تہنیتی پیغامات کے علاوہ خلافت احمدیہ کی مختصر تاریخ، خلفائے کرام کے کارناموں اور جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے آغاز اور ترقیات کی تحریری اور تصویری جھلکیاں نیز چند نظمیں بھی پیش کی گئی ہیں۔

پندرہ روزہ ’’المصلح‘‘ کراچی ستمبر 2008ء میں شامل اشاعت مکرمہ ثمینہ افضال صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

مسرور ہیں جب سے سرِ عنوانِ خلافت
دیکھے تو کوئی دہر میں فیضانِ خلافت

اللہ نے رتبہ مرے مسرور کو بخشا
وہ شانِ خلافت بھی ہیں اور جانِ خلافت

جو مومنِ صالح ہو اسے ملتی ہے نعمت
ہر ایک کو کہاں ملتا ہے عرفانِ خلافت

دنیا بھی اُسی کی ہے تو عقبیٰ بھی اُسی کی
مل جائے جسے دہر میں درمانِ خلافت

# Muslim Television Ahmadiyya
# Weekly Programme Guide

4th February 2011 – 10th February 2011

*Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.*
*For more information please phone on +44 20 8875 4272 or +44 20 8875 4273*

## *Friday 4th February 2011*

| | |
|---|---|
| 00:00 | MTA World News & Khabarnama |
| 00:35 | Tilawat |
| 00:45 | Insight & Science and Medicine Review |
| 01:25 | Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 6th March 1996. |
| 02:30 | Historic Facts |
| 03:00 | MTA World News & Khabarnama |
| 03:40 | Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th March 1995. |
| 04:50 | Jalsa Salana United Kingdom: opening address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 24th July 2009. |
| 06:05 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 06:30 | Historic Facts |
| 07:05 | Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat. |
| 07:45 | Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor, recorded on 29th January 2011. |
| 08:50 | Siraiki Muzakarah |
| 09:30 | Rah-e-Huda |
| 11:00 | Indonesian Service |
| 11:55 | Tilawat |
| 12:05 | Zinda Log |
| 13:00 | Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London. |
| 14:10 | Dars-e-Hadith |
| 14:20 | Bengali Service |
| 15:25 | Real Talk |
| 16:30 | Khabarnama: daily news in Urdu. |
| 16:50 | Friday Sermon [R] |
| 18:05 | MTA World News |
| 18:30 | Live Arabic Service |
| 20:35 | Friday Sermon [R] |
| 21:45 | Science and Medicine Review & Insight |
| 22:20 | Rah-e-Huda [R] |

## *Saturday 5th February 2011*

| | |
|---|---|
| 00:00 | MTA World News & Khabarnama |
| 00:25 | Tilawat |
| 00:35 | International Jama'at News |
| 01:05 | Liqa Ma'al Arab: rec. on 7th March 1996. |
| 02:15 | MTA World News & Khabarnama |
| 02:50 | Friday Sermon: rec. on 4th February 2011. |
| 03:55 | Zinda Log |
| 04:25 | Rah-e-Huda |
| 06:05 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 06:25 | International Jama'at News |
| 07:00 | Zinda Log |
| 07:40 | Jalsa Salana United Kingdom: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 25th July 2009, from the ladies Jalsa Gah. |
| 08:30 | Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recoded on 24th May 1997. Part 1. |
| 09:35 | Friday Sermon [R] |
| 10:45 | Yassarnal Qur'an |
| 11:05 | Indonesian Service |
| 12:10 | Tilawat |
| 12:20 | Zinda Log |
| 13:00 | Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme. |
| 13:50 | Bangla Shomprochar |
| 14:50 | Children's class with Huzoor, recorded on 5th February 2011. |
| 16:00 | Khabarnama: daily news in Urdu. |
| 16:20 | Rah-e-Huda |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:30 | Live Arabic Service |
| 20:30 | International Jama'at News |
| 21:05 | Children's class [R] |
| 22:10 | Rah-e-Huda [R] |
| 23:45 | Friday Sermon [R] |

## *Sunday 6th February 2011*

| | |
|---|---|
| 01:00 | MTA World News & Khabarnama |
| 01:35 | Tilawat |
| 01:45 | Liqa Ma'al Arab: rec. on 12th March 1996. |
| 03:05 | Friday Sermon: rec. on 4th February 2011. |
| 04:15 | Zinda Log |
| 04:55 | Faith Matters |
| 06:00 | Tilawat |
| 06:10 | Dars-e-Hadith |
| 06:20 | Children's class with Huzoor, recorded on 5th February 2011. |
| 07:30 | Zinda Log |
| 08:05 | Faith Matters |
| 09:10 | Jalsa Salana United Kingdom: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 25th July 2009. |
| 10:50 | Indonesian Service |
| 11:50 | Tilawat |
| 12:00 | Yassarnal Qur'an |
| 12:25 | Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat. |
| 13:00 | Bengali Service |
| 14:00 | Friday Sermon [R] |
| 15:10 | Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 6th February 2011. |
| 16:15 | Khabarnama: daily news in Urdu. |
| 16:30 | Faith Matters [R] |
| 17:35 | Yassarnal Qur'an [R] |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:30 | Live Arabic Service |
| 20:30 | Food for Thought: food labelling. |
| 21:05 | Bustan-e-Waqfe Nau class [R] |
| 22:15 | Friday Sermon [R] |
| 23:20 | Ashab-e-Ahmad |

## *Monday 7th February 2011*

| | |
|---|---|
| 00:00 | MTA World News & Khabarnama |
| 00:25 | Tilawat |
| 00:35 | Yassarnal Qur'an |
| 01:05 | International Jama'at News |
| 01:35 | Zinda Log |
| 02:05 | Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th March 1996. |
| 03:15 | MTA World News & Khabarnama |
| 03:50 | Friday Sermon: rec. on 4th February 2011. |
| 04:55 | Faith Matters |
| 06:00 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 06:25 | International Jama'at News |
| 07:10 | Seerat-un-Nabi (saw) |
| 07:40 | Children's class with Huzoor, recorded on 5th February 2011. |
| 08:40 | Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd May 1999. |
| 09:40 | Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 26th November 2010. |
| 10:45 | The Prophecy of Hadhrat Musleh Ma'ood |
| 11:40 | Tilawat |
| 11:55 | International Jama'at News |
| 12:25 | Zinda Log |
| 13:00 | Bangla Shomprochar |
| 14:00 | Friday Sermon: rec. on 6th May 2005. |
| 15:10 | The Prophecy of Hadhrat Musleh Ma'ood [R] |
| 16:00 | Khabarnama: daily news in Urdu. |
| 16:20 | Rah-e-Huda |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:30 | Arabic Service |
| 19:40 | Liqa Ma'al Arab: rec. on 14th March 1995. |
| 20:45 | International Jama'at News |
| 21:20 | Rah-e-Huda [R] |
| 22:50 | Friday Sermon [R] |

## *Tuesday 8th February 2011*

| | |
|---|---|
| 00:00 | MTA World News & Khabarnama |
| 00:35 | Tilawat |
| 00:45 | Insight & Science and Medicine Review |
| 01:20 | Liqa Ma'al Arab: rec. on 14th March 1995. |
| 02:30 | Seerat-un-Nabi (saw) |
| 02:55 | MTA World News & Khabarnama |
| 03:30 | Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd May 1999. |
| 04:30 | Jalsa Salana United Kingdom: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 26th July 2009. |
| 06:05 | Tilawat |
| 06:15 | Dars-e-Malfoozat |
| 06:30 | Science and Medicine Review & Insight |
| 07:05 | Zinda Log |
| 07:55 | Al-Mahdi Mosque Inauguration |
| 08:15 | Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 6th February 2011. |
| 09:30 | Question and Answer Session: recorded on 12th January 1996. Part 2. |
| 10:05 | Indonesian Service |
| 11:00 | Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon, delivered on 26th February 2010. |
| 12:00 | Tilawat |
| 12:10 | Zinda Log |
| 12:50 | Science and Medicine Review & Insight |
| 13:25 | Bangla Shomprochar |
| 14:20 | Majlis Ansarullah Belgium Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 19th October 2008. |
| 15:05 | Yassarnal Qur'an |
| 15:25 | Historic Facts |
| 16:00 | Khabarnama: daily news in Urdu. |
| 16:25 | Rah-e-Huda |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:30 | Arabic Service |
| 19:35 | Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 4th February 2011. |
| 20:35 | Science and Medicine Review & Insight |
| 21:15 | Bustan-e-Waqfe Nau class [R] |
| 22:15 | Majlis Ansarullah Belgium Ijtema [R] |
| 23:00 | Real Talk |

## *Wednesday 9th February 2011*

| | |
|---|---|
| 00:05 | MTA World News & Khabarnama |
| 00:35 | Tilawat |
| 00:45 | Dars-e-Malfoozat |
| 01:00 | Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 27th March 1996. |
| 02:00 | Learning Arabic |
| 02:20 | Yassarnal Qur'an |
| 03:00 | MTA World News & Khabarnama |
| 03:35 | Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat. |
| 04:15 | Question and Answer Session: recorded on 12th January 1996. Part 2. |
| 04:45 | Al-Mahdi Mosque Inauguration |
| 05:15 | Majlis Ansarullah Belgium Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 19th October 2008. |
| 06:05 | Tilawat |
| 06:20 | Seerat-un-Nabi (saw) |
| 06:55 | Dua-e-Mustaja'ab |
| 07:30 | Yassarnal Qur'an |
| 07:55 | Zinda Log |
| 08:25 | Children's class with Huzoor, recorded on 5th February 2011. |
| 09:30 | Question and Answer Session: recorded on 14th January 1996. Part 1. |
| 10:30 | Indonesian Service |
| 11:30 | Swahili Service |
| 12:45 | Tilawat |
| 12:55 | Zinda Log |
| 13:25 | Friday Sermon: rec. on 13th May 2005. |
| 13:45 | Bangla Shomprochar |
| 15:50 | Dua-e-Mustaja'ab [R] |
| 16:30 | Khabarnama: daily news in Urdu. |
| 16:50 | Fiqah Masail |
| 17:25 | Faith Matters |
| 18:30 | MTA World News |
| 18:50 | Yassarnal Qur'an [R] |
| 19:15 | Arabic Service |
| 20:20 | Real Talk |
| 21:25 | Children's class [R] |
| 22:25 | Jalsa Salana Germany: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 15th August 2009, from the ladies Jalsa Gah. |
| 23:30 | Friday Sermon [R] |

## *Thursday 10th February 2011*

| | |
|---|---|
| 00:40 | MTA World News & Khabarnama |
| 01:15 | Tilawat |
| 01:30 | Seerat-un-Nabi (saw) |
| 01:50 | Liqa Ma'al Arab: rec. on 28th March 1996. |
| 02:55 | MTA World News & Khabarnama |
| 03:30 | Zinda Log |
| 03:55 | Friday Sermon: rec. on 13th May 2005. |
| 04:00 | Jalsa Salana Germany: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 15th August 2009, from the ladies Jalsa Gah. |
| 06:00 | Tilawat |
| 06:15 | Dars-e-Malfoozat |
| 06:45 | Khuch Yaadain Kuch Baatain |
| 07:25 | Yassarnal Qur'an |
| 08:00 | Faith Matters: an English question and answer programme. |
| 09:05 | Aaina |
| 10:00 | Indonesian Service |
| 11:05 | Pushto Service |
| 12:00 | Tilawat |
| 12:15 | Zinda Log |
| 12:55 | Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 4th February 2011. |
| 14:00 | Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th March 1995. |
| 15:10 | Khuch Yaadain Kuch Baatain [R] |
| 16:00 | Khabarnama: daily news in Urdu. |
| 16:20 | Faith Matters [R] |
| 17:30 | Yassarnal Qur'an |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:30 | Arabic Service |
| 20:30 | Faith Matters [R] |
| 21:35 | Tarjamatul Qur'an class [R] |
| 22:50 | Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 6th February 2011. |

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).***

# Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587



Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org



Vol 18 | Friday 28 January , 2011 | Issue No. 04


## آیت قرآنی فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا کے حوالہ سے ہر تنگی کے بعد کامیابیوں کی عظیم الشان نوید کا تذکرہ

**نام نہاد مولوی چاہیں یا نہ چاہیں، اسلام کی سرسبزی کا دور مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اور آپ کی جماعت کے ساتھ مقدر ہے۔**

**ہر احمدی پاکستان میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر پھر رہا ہے اور جانتا ہے کہ اگر میری جان جائے گی تو ایک عظیم مقصد کے لئے جائے گی۔**

**گو ہمارے شہداء نے بہت بڑی قربانی دی ہے لیکن اس قربانی کے پیچھے جس عظیم انقلاب کی تاریں ہل رہی ہیں وہ آج کے دن ہمیں اس طرف متوجہ کررہی ہیں کہ حقیقی عید تو اس دن آئے گی جب ان قربانیوں کے صدقے دنیا اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرے گی۔ جب دنیا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوگی۔**

**آئندہ جب احمدیت اور حقیقی اسلام کی فتح کی خوشی منائی جائے گی یا فتح کی خوشی میں عید منائی جائے گی تو شہدائے احمدیت کو تاریخ ہمیشہ یاد رکھے گی۔**

خطبہ عیدالفطر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ مؤرخہ 11 ستمبر 2010ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔
(الانشراح:7-6)

پس یقیناً ہر تنگی کے بعد آسائش ہے۔ یقیناً ہر تنگی کے بعد بڑی آسائش ہے۔ یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں سورہ انشراح کی ہیں۔ بہت سوں کو زبانی یاد ہوں گی۔ مکہ میں یہ سورۃ نازل ہوئی تھی اور مکہ میں آنحضرت ﷺ کے تیرہ سال جن سختیوں، زیادتیوں اور ظلموں کو برداشت کرتے ہوئے گزرے اس سے ہم سب واقف ہیں۔ غریب صحابہؓ پر جو ظلم ہوتے، انہیں دیکھ کر آنحضرت ﷺ ہمیشہ صبر کی تلقین کرتے اور ان کے لئے دعا کرتے۔ ایسے ہی ایک ظلم کا ذکر حضرت یاسرؓ کے اور ان کے گھر والوں کے بارے میں ملتا ہے۔ ان پر ظلم ہو رہا تھا تو آنحضرت ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپؐ نے یہ ظلم دیکھ کر فرمایا صَبْرًا آلَ يَاسِر فَاِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْجَنَّة۔ (مستدرک جلد 4 کتاب معرفة الصحابة ذکر مناقب عمار بن یاسرؓ صفحہ 99 حدیث 5732)۔ اے آلِ یاسر صبر کا دامن نہ چھوڑنا کہ خدا تمہاری انہی تکلیفوں کے بدلے میں تمہارے لئے جنت تیار کر رہا ہے یا تمہارے لئے جنت تیار کی ہوئی ہے۔ اور پھر اس ظلم کے دوران ہی ان دونوں میاں بیوی نے شہادت کا رتبہ پایا۔ اب دیکھیں ایک طرف تو ظلموں کا یہ حال ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی چیز ان ظلموں سے نجات نہیں دلا سکتی۔ نجات کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا اور صبر کی تلقین بھی کی جارہی ہے۔ اور دوسری طرف ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی دی جارہی ہے کہ ہر تنگی کے بعد ایک بہت بڑی کامیابی مقدر ہے۔ اور یقیناً ہر تنگی کے بعد ایک اور کامیابی مقدر ہے۔ یہ تنگیاں تو ہیں، یہ جانوں کی قربانیاں تو ہیں، یہ ظلموں کے خوفناک حالات تو ہیں لیکن اس ایک ایک ظلم کے پیچھے کامیابیوں کا ایک سلسلہ شروع ہونے والا ہے۔ اور پھر ایک دنیا نے دیکھا کہ وہی کمزور اور مظلوم نہ صرف تمام عرب پر چھا گئے بلکہ عرب سے باہر نکل کر بڑی بڑی حکومتوں کو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں لا ڈالا اور صدیوں مسلمان دنیا میں ایک طاقت بن کر رہے۔ آج مسلمانوں کو آنحضرت ﷺ کی غلامی پر فخر ہے اور یقیناً یہ بجا فخر ہے۔ آج روئے زمین پر اس سے بڑا اعزاز کوئی نہیں کہ ہم نبی آخر الزمان اور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلاموں میں سے ہیں۔ لیکن جس طرح یہ قرآنی آیت بھی ظاہر کرتی ہے کہ تنگی کا زمانہ بھی آتا ہے، آنا ہے اور آیا اور آنحضرت ﷺ نے بھی پیشگوئی فرمائی کہ میری امت پر بھی ایک اندھیرا زمانہ آئے گا جس میں وہ جاہ و حشمت اور ساکھ نہیں رہے گی جو ایک دفعہ قائم ہو چکی تھی تو آج ہم دیکھتے ہیں کہ کس سچائی سے یہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔ باوجود اس کے کہ اسلامی حکومتیں تو ہیں لیکن اپنا امتیاز اور اپنی ساکھ گنوا بیٹھے ہیں۔ آج ہر چیز ہم غیروں سے لینے کے محتاج ہیں۔ ہمارے اپنے وسائل غیروں کے تصرف میں ہیں۔ تیل نکالنا ہو یا کسی دولت سے فائدہ اٹھانا ہو جب تک ہم غیروں کی طرف نہ دیکھیں ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یہ تو ہے دنیوی حالت۔ اور دین کا کیا حال ہے؟ وہ دین کہ نام نہاد علماء نے اس دین کو بگاڑ کر اس میں بدعات پیدا کردی ہیں۔ آج کا اسلام وہ اسلام نہیں رہا جو آنحضرت ﷺ کا اسلام تھا۔ وہ اسلام جو آنحضرت ﷺ لے کر آئے تھے اور وہ اسلام جو آج کل کے نام نہاد علماء پیش کر رہے ہیں اس میں مشرقین کی دوری ہے۔ جذبہ ایمان کے اظہار بیشک کئے جاتے ہیں لیکن عمل اس سے کوسوں دور ہیں۔ جہاد کے نام کی غلط تشریح کر کے اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اور پھر نام نہاد جہاد کے ہتھیاروں کے لئے مسلمان پھر غیر مسلموں کے محتاج ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو بیان کرتے ہوئے ایک جگہ فرمایا کہ اگر خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں ہتھیاروں کے جہاد یا جنگوں کی اجازت دی ہوتی تو مسلمانوں کو ہتھیاروں کے معاملے میں غیروں کا محتاج نہ کرتا۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد سوم صفحہ 190 مطبوعہ ربوہ)

پس دین کے لئے اب اگر کوئی ہتھیار اٹھائے گا کیونکہ آج کل کی دین کے نام پر جنگیں تو عموماً غیر مسلم بھی نہیں کرتے۔ اس لئے دین کے نام پر اگر ہتھیار اٹھاؤ گے تو ہزیمت اٹھاؤ گے۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ جہاد کے نام اور اسلام کے نام پر جہاد کا اس قدر غلط استعمال کیا جارہا ہے جس سے ظلم و بربریت کی داستانیں رقم ہورہی ہیں۔ اسلام وہ خوبصورت مذہب ہے جس کو دفاعی جنگ کی اجازت بھی اس لئے ملی تھی کہ اگر اب کفار کے ہاتھ کو نہ روکا تو نہ کوئی گرجا سلامت رہے گا، نہ یہودیوں کی عبادت گاہیں سلامت رہیں گی، نہ کوئی اور معبد سلامت رہے گا، نہ مساجد سلامت رہیں گی لیکن یہ جہادی ایسے جہادی ہیں جو خدا کے نام پر خدا کے گھروں میں ظلم و بربریت کی داستانیں رقم کر رہے ہیں۔ کلمہ گوؤں کو بلا امتیاز قتل کرتے چلے جارہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے تو فرمایا تھا کہ باقاعدہ جنگ کی صورت میں بھی کسی بوڑھے کو قتل نہیں کرنا، کسی عورت کو قتل نہیں کرنا، کسی بچے کو قتل نہیں کرنا، پادریوں، راہبوں کو جو اپنی عبادت گاہوں میں عبادت میں مصروف ہیں اور اس کی تلقین کرتے ہیں انہیں کچھ نہیں کہنا۔ قومی دولت، درختوں وغیرہ کو برباد نہیں کرنا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی دعاء المشرکین حدیث 2614-2613)(مسند احمد بن حنبل جلد 1 مسند عبد الله بن عباسؓ صفحه 768 حدیث نمبر 2728 عالم الکتب بیروت 1998ء)(مؤطا امام مالک کتاب الجهاد باب النهی عن قتل النساء و الولدان فی الغزو حدیث 982)

لیکن آج کے جہادی تو اپنے ہم قوموں اور کلمہ پڑھنے والوں کے ساتھ وہ بہیمانہ اور ظالمانہ سلوک کرتے ہیں کہ جس کو دیکھ کر بھی اور سن کر بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور پھر خدا اور رسول ﷺ کے نام پر۔ یقیناً اس بات پر اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی مول لے کر اس کی پکڑ میں آئیں گے اور آرہے ہیں۔ اور صرف دہشتگرد تنظیمیں ہی نہیں جن کی عموماً ہر جگہ مذمت کی جاتی ہے بلکہ احمدیوں پر تو خاص طور پر اس قسم کے ظلموں کو روا رکھنے کی مخالف احمدیت علماء بھی اجازت دیتے ہیں۔ اور نہ صرف علماء بلکہ بعض حکومتیں اس ظلم میں ملوث ہیں اور ظالموں کی پشت پناہی کرتی ہیں۔ کیا یہ یُسر کا وہ دور ہے جس کی خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی تھی کہ آج اگر مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے تو کل مسلمان بھی یہی ظلم طاقت حاصل کرنے پر کریں گے؟ یقیناً نہیں۔ یقیناً نہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ وہ مکّی دور عُسر کا تھا جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یسر کے حالات پیدا کئے اور پھر ایک زمانہ کے بعد عُسر کا دور دوبارہ آیا جس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے یُسر کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ اور وہ یُسر کا دور دینی ترقی کے لحاظ سے مسیح موعود کی بعثت کے بعد شروع ہونا تھا اور ہو گیا ہے۔ لیکن جو مسیح موعود کو نہ ماننے والے ہیں وہ ابھی بھی اندھیروں میں بھٹکنے والے ہیں اور مسیح موعود کے ماننے والوں پر تنگی وارد کرنے کی کوشش میں ہیں۔ اسی کوشش میں دن رات مصروف ہیں کہ کس طرح اور کس طریقے سے ان پر تنگیاں وارد کی جائیں۔ اس سے بڑا امت کے لئے اور کیا المیہ ہوگا کہ جن اندھیروں سے نکالنے اور مسلمانوں کی ساکھ دوبارہ قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو بھیجا ہے، مسلمان اس مسیح موعود کی جماعت پر ہی ظلم کر کے اپنے عُسر کی حالت کو لمبا کرتے چلے جارہے ہیں۔ مخالفین احمدیت تو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ احمدیوں پر یہ تنگیاں وارد کر رہے ہیں۔ احمدیوں پر تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق ہر تنگی کے بعد کامیابیوں کے دروازے کھولتا چلا جارہا ہے۔ ہر مخالفت اور ظلم اور بربریت جو مخالفین اپنے زعم میں احمدیت ختم کرنے کے لئے کرتے ہیں ایسی ہر مخالفت کے بعد جماعت ترقی کی ایک اور سیڑھی پر قدم رکھتی ہے۔ اور مخالفین پر اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی رنگ میں اپنی ناراضگی کا ضرور اظہار فرماتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ پھر بھی لوگوں کو سمجھ نہیں آتی اور نام نہاد مذہبی جبّہ پوشوں کے ہاتھوں کھلونا بنتے چلے جارہے ہیں۔ عامۃ المسلمین میں سے کوئی اپنی عقل سے کام لینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”خدا تعالیٰ ہمارے مخالف علماء کے حال پر رحم فرماوے کہ وہ جو کارروائی کر رہے ہیں وہ دین کے لئے اچھا نہیں بلکہ نہایت خطرناک ہے۔ وہ زمانہ ان کو بھول گیا جب وہ منبروں پر چڑھ چڑھ کر تیرھویں صدی کی مذمت کرتے تھے کہ اس صدی میں اسلام کو سخت نقصان پہنچا ہے اور آیت فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا پڑھ کر اس سے استدلال کیا کرتے تھے کہ اس عُسر کے مقابلے پر چودھویں صدی یُسر کی آئے گی۔ لیکن جب انتظار کرتے کرتے چودھویں صدی آگئی اور عین صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک شخص بدعویٰ مسیح موعود پیدا ہو گیا اور نشان ظاہر ہوئے اور زمین و آسمان نے گواہی دی تو اوّل المنکرین یہی علماء ہو گئے۔“ (تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 327 حاشیہ)

پس علماء کا طریق اور رویہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے شروع ہو کر اب تک یہی ہے۔ اب تو یہ بھی کہنے لگ گئے ہیں کہ کسی مسیح موعود کے آنے کی ضرورت نہیں۔ اور ہم جو رہنما ہیں ہم ہی کافی ہیں


باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں